دینی، علمی، اصلاحی، ادبی، تاریخی

زیر سرپرستی: مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

جلد: ۸، شمارہ: ۲
اپریل، مئی، جون ۲۰۲۴ء

مجلہ سہ ماہی

الکشاف

آج لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے، یہ سمجھایا جاتا ہے، خاص کر ہمارے نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھائی جارہی ہے کہ آج اگر اُس دین پر جو مولوی لوگ چلاتے ہیں عمل کروگے اور قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گذاروگے تو اِس دنیا میں نہیں رہ سکتے۔ تمہارے لئے نوکری کرنا مشکل ہوجائے گا، کاروبار کرنا مشکل ہوجائے گا، پڑھنا لکھنا مشکل ہوجائے گا، پریشانیاں پیش آئیں گی اور یہی نہیں جب ہمارے بچے، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں باہر نکلتے ہیں، میدان عمل میں آتے ہیں، خواہ وہ تعلیم حاصل کرنے کا میدان ہو یا کاروبار کرنے کا، نوکری اور ملازمت کرنے کا تو ان کو یہ لگتا ہے کہ اگر ہم دین پر عمل کرنا چاہیں گے تو ہمیں مشکلات پیش آرہی ہیں۔ لیکن آپ یہ سمجھ لیجئے کہ یہ سب پروپیگنڈہ ہے، بالکل جھوٹ ہے، یہ اتنا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسے یہ کہا جائے کہ دیکھو یہ مغرب کا وقت نہیں ظہر کا وقت ہے۔... (پورا بیان پڑھنے کے لئے صفحہ نمبر ۱۵ پر جائیے)

مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

60/-

ایڈیٹر
ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری

فلاح العباد ٹرسٹ 91/21 آزاد نگر کرامت کی چوکی کریلی الٰہ آباد یوپی

دینی، اصلاحی، علمی، ادبی، تاریخی

مجلّہ سہ ماہی

اَلْکَشّاف

جلد نمبر ۸ — شمارہ نمبر ۲

رمضان المبارک، شوال، ذیقعدہ ۱۴۴۵ھ - *April to June 2024*

زیر سرپرستی: مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

ایڈیٹر

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری

معاون ایڈیٹر

مولانا عماد الدین مظاہری
مولانا حافظ سید محمد راشد

مجلس ادارت

پروفیسر شبیر احمد ندوی
سابق صدر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی
مولانا وصی اللہ آرزو میاں
جلال آباد، ضلع شاملی
مولانا سید محمد زید، الہ آباد
مولانا سید محمد اشرف، الہ آباد
ڈاکٹر محمد کامل، لکھنؤ مقیم امریکہ

مجلس مشاورت

جناب محمد ثاقب صاحب
آئی اے، ایس
جناب محمد عرفان انصاری صاحب
اڈیشنل ایس پی
جناب ڈاکٹر شوکت علی صاحب
سابق ڈائرکٹر آف ایجوکیشن
جناب طارق سعید صاحب، الہ آباد
جناب محمد کلیم خان صاحب، مہراج گنج
جناب وسیم احمد صاحب، گونڈہ

FLAHUL IBAAD TRUST 9I/2I Azad Nager
Karamat ki chauki Kareli Allahabad,UP India 2211016

ترسیل زر کا پتہ: ***FLAHUL IBAAD TRUST PNB A/c:1001002100506383***

پرنٹر پبلشر محمد ضیاء الدین مظاہری نے. جے پرنٹرس الہ آباد سے طبع کرا کے دفتر مجلّہ سہ ماہی ''الکشاف'' فلاح العباد ٹرسٹ آزاد نگر کریلی سے شائع کیا۔

نوٹ: رسالے سے متعلق تمام مقدمات صرف الہ آباد کی عدالت میں قابل سماعت ہوں گے۔

ناشر فلاح العباد ٹرسٹ، 91/21 آزاد نگر، کرامت کی چوکی، کریلی، الہ آباد، یوپی

نگارشات

نمبر شمار	عناوین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	اپنی بات	ادارہ	۳
۲	زمین ہماری بدل گئی ہے اگر چہ ہے آسمان باقی	اکبرالہ آبادی	۵
۳	درس قرآن	مولانا عمادالدین مظاہری	۶
۴	خوشگوار ماحول خوشگوار زندگی کی ضامن ہے (مردوں اور خواتین کے لئے اہم بیان)	حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب دامت برکاتہم	۱۵
۵	رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد اور خواہر نسبتی حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا	ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری	۳۶
۶	اسلام کے غدار، دوست کی شکل میں دشمن جو آستین کے سانپ تھے	مولانا محمد اسماعیل ریحان	۴۵
۷	مخفی عبادت	پروفیسر محمد عبدالرحمٰن العریفی	۵۰
۸	مجاہدہ کی حقیقت	مجلس حضرت مسیح الامت شاہ محمد مسیح اللہ خانصاحب شروانی	۵۸
۹	فقہی مسائل۔جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے	ادارہ	۶۴

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زر تعاون کا وقت ختم ہو گیا ہے، لہٰذا رسالہ جاری رکھنے کیلئے تعاون کی رقم ارسال کردیں

خط و کتابت کا پتہ:
فلاح العباد ٹرسٹ، 91/21 آزادنگر، کرامت کی چوکی، کریلی، الہ آباد، یوپی۔انڈیا

فی شمارہ تعاون: =/60 روپے
سالانہ تعاون : =/250 روپے
محصول ڈاک اسکے علاوہ =/100

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

zia3300@gmail.com

اداریہ

اپنی بات

اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہے کہ جب بھی زمین پر خدائی کے دعویداروں نے اپنے کو قادرِ مطلق سمجھنے کی کوشش کی تو اس ذات برحق نے ایسا پانسہ پلٹا ہے کہ کل تک جو کسی کو گھاس نہیں ڈالا کرتے تھے لمحے بھر میں وہ اپنی خدائی بچانے کی فکر میں اپنے کو ایسے ایسوں کے سامنے ہاتھ جوڑے، سر جھکائے نظر آتے ہیں جن کو کبھی خاطر میں بھی لانے کو نہیں سوچا ہوگا۔ بیشک اللہ کا فرمان سچ ہے ’’وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ‘‘ وہ جس کو چاہتا ہے عزت سے سرفراز فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت اور رسوائی دیتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون جیسے جابر، ظالم، متکبر کے غرور کو خاک میں ملا کر غرقاب کر دیا۔

نمرود جیسے مغرور اور سرکش بادشاہ کو اپنی ایک چھوٹی سی مخلوق کے ذریعہ تباہ و برباد کر دیا۔

ابرہہ جیسے طاقتور سالار لشکر کو نرم و نازک ہوا میں اڑنے والی چڑیوں کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔

ذرا سوچئے کہ کیا یہ بڑے بڑے دنیاوی شان والے اللہ کے بندے نہیں تھے؟

کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اپنا نائب نہیں بنایا تھا کہ سلطنتوں کی بادشاہت ان کو عطا کی تھی؟

کیا ان کو اپنی ڈھیر ساری نعمتوں سے نہیں نوازا تھا؟

پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں انہیں ہلاک و تباہ و برباد کیا؟

جواب بالکل صاف ہے:

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی۔

اس کے رسولوں کے نافرمانی۔

اس کے احکام کی خلاف ورزی۔

اپنے سے کمزوروں پر ظلم۔

اپنے سے بڑوں کے سامنے اپنی عزت، جاہ و مرتبہ بچانے کے ڈر سے سر جھکا دینا۔

انصاف کے ترازو کو ناانصافی کے لئے استعمال کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

تو جب عام طور سے لوگ اِنہیں کاموں میں مبتلا ہو جائیں تو یہ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں

گے اور پھر اللہ تعالیٰ ایک ظالم کے اوپر دوسرے بڑے ظالم و جابر بادشاہ کو مسلط کر دیتا ہے جو انکو مارے گا، کاٹے گا، ان کے گھروں کو اجاڑے گا، بستیوں، محلوں، شہروں کو ویران کرے گا اور یہ سب اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَ کَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضاً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْن '' اور ہم اسی طرح ظالموں میں سے ایک کو دوسرے پر مسلط کرتے ہیں ان کے کئے کی وجہ سے۔

مفسر قرآن امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی ضمن میں لکھا ہے کہ:

''وہ شخص جو گناہ کر کے اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔

جو حاکم یا افسر اپنی رعایا اور ماتحت پر ظلم کرتا ہے۔

جو تاجر جعلی اشیاء اور ملاوٹ والی چیزیں فروخت کر کے خریداروں پر ظلم کرتا ہے۔

جو چور، راہزن مسافروں، راہ گیروں اور شہریوں سے لوٹ مار کر کے ان پر ظلم کرتے ہیں۔

یہ سب ظالم کی صف میں شامل ہیں، ان سب لوگوں پر اللہ تعالیٰ ان سے بڑا ظالم مسلط کر دیتا ہے''

کیوں؟ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْر '' اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے کرتوتوں کی وجہ سے (پہنچتی ہے) اور بہت سارے (گناہوں) سے تو وہ (اللہ تعالیٰ) درگذر کر دیتا ہے۔

اپنے آپ کو ان ظالم حکومتوں کے ظلم سے بچاؤ اس طرح کہ اللہ کے حضور تضرع اور گریہ وزاری کرو، فرمان رسول ہے:

اللہ تعالیٰ (حدیث قدسی) میں ارشاد فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، جب میرے بندے میری فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں بادشاہوں کے دلوں کو رحمت و شفقت کی طرف پھیر دیتا ہوں، اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں بادشاہوں کے دلوں کو غضب ناک اور سخت گیری کی طرف پھیر دیتا ہوں، جس کے نتیجے میں وہ بادشاہ ان کو سخت سزاؤں میں مبتلا کرتے ہیں، اس لئے تم اپنے کو ان بادشاہوں کے لئے بددعا کرنے میں مشغول نہ کرو بلکہ تضرع و گریہ وزاری کر کے اپنے کو ذکر و اذکار میں مشغول کرو، تاکہ میں تمہیں ان بادشاہوں کے شر سے بچاؤں'' (ابونعیم فی الحلیۃ، مشکوۃ المصابیح)

زمین ہماری بدل گئی ہے اگر چہ ہے آسمان باقی

اکبرالہ آبادی

نہ روحِ مذہب، نہ قلبِ عارف، نہ شاعرانہ زبان باقی
زمیں ہماری بدل گئی ہے اگر چہ ہے آسمان باقی

شبِ گذشتہ کے سازوساماں کے اب کہاں ہیں نشان باقی
زبانِ شمعِ سحر پہ حسرت کی رہ گئی داستان باقی

جو ذکر کرتا ہے آخرت کا تو آپ ہوتے ہیں صاف منکر
خدا کی نسبت بھی دیکھتا ہوں یقین رخصت گمان باقی

فضول ہے ان کی بد دماغی کہاں ہے فریاد اب لبوں پر
یہ وار پر وار اب عبث ہیں کہاں بدن میں ہے جان باقی

میں اپنے مٹنے کے غم میں نالاں ادھر زمانہ ہے شادو خنداں
اشارہ کرتی ہے چشمِ دوراں جو آن باقی، جہاں باقی

اسی لئے رہ گئی ہیں آنکھیں کہ میرے مٹنے کا رنگ دیکھیں
سنوں وہ باتیں جو ہوش اڑائیں اسی لئے ہیں یہ کان باقی

تعجب آتا ہے طفلِ دل پر کہ ہو گیا مستِ نظمِ اکبر
ابھی مڈل پاس تک نہیں ہے بہت سے ہیں امتحان باقی

درسِ قرآن

مستفاد از تفسیر تبیان القرآن

مولانا عماد الدین مظاہری ایم اے

سورۃ الحدید

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡض ج وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡم o لَہٗ مُلۡکُ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡض ج یُحۡیٖ وَیُمِیۡت ج وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ o ھُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ
وَ الظَّاھِرُ وَ الۡبَاطِن ج وَھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ o ھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰت وَالۡاَرۡضَ فِیۡ
سِتَّۃِ اَیَّام ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡش ط یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡھَا وَ مَا یَنۡزِلُ
مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡھَا ط وَھُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ o لَہٗ
مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡض ط وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡر o یُوۡلِجُ الَّیۡل فِی النَّھَارِ وَ یُوۡلِجُ
النَّھَار فِی الَّیۡل ط وَھُوَ عَلِیۡمٌ بِذَاتِ الصُّدُوۡر o اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُم
مُسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ ط فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ اَنۡفَقُوۡا لَھُمۡ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ o وَ مَا لَکُم لَا تُؤۡمِنُوۡنَ
بِاللّٰہِ ج وَالرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُم لِتُؤۡمِنُوۡا بِرَبِّکُم وَقَدۡ اَخَذَ مِیۡثَاقَکُم اِنۡ کُنۡتُم مُّؤۡمِنِیۡن o ھُوَ
الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِہٖۤ اٰیٰت بَیِّنٰت لِّیُخۡرِجَکُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡر ط وَ اِنَّ اللّٰہَ بِکُمۡ
لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ o وَ مَا لَکُمۡ اَلَّا تُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لِلّٰہِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡض ط
لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُم مَنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡح وَ قَاتَل ط اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ
اَنۡفَقُوۡا مِنۡ بَعۡد وَ قَاتَلُوۡا ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ط وَاللّٰہ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ o

(سورۃ الحدید: از آیت: ۱ تا ۱۰)

سورۃ الحدید کی فضیلت

مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے یہ مسبحات پڑھا کرتے تھے، اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ یہ روایت نقل کرنے کے بعد حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ افضل آیت سورۂ حدید کی یہ آیت ہے: ’’ ہوالاول الی آخرہٖ ‘‘ واللہ اعلم۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج اللہ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ (آیت:۱) یعنی اس کائنات کی ہر چیز زبان حال اور زبانِ قال دونوں سے اللہ کی تسبیح کرتی ہے، اور اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ہر کمزوری اور نقص سے پاک اور بے عیب ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم o اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے۔ (آیت:۱) یعنی وہی ایسا ہے کہ جس کا ہر فیصلہ اور ہر حکم نافذ ہو کر رہتا ہے، اس کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا، لیکن ایسا زبردست ہونے کے باوجود وہ حکیم بھی ہے اس لئے اس کا کوئی حکم اور فیصلہ اور اس کا کوئی کام حکمت و مصلحت اور فائدہ سے خالی نہیں ہوتا۔

لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج يُحْيِي وَيُمِيْت ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ o آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (آیت:۲) یعنی آسمان اور زمین اور ساری کائنات میں صرف اسی کا حکم چلتا ہے، زندگی اور موت سب اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے پہلے کچھ نہ تھا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِن ج وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ o وہی اوّل بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور چھپا ہوا بھی اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ (آیت:۳) یعنی وہی اول ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے پہلے کچھ نہ تھا، وہ ہمیشہ سے ہے، اور وہی آخر ہے یعنی جب اس دنیا کی ہر چیز فنا ہو جائے گی تو وہ اس وقت بھی موجود رہے گا، خلاصہ یہ کہ جب کچھ بھی نہ تھا تب بھی وہ تھا اور جب کچھ نہ رہے گا تب بھی وہ رہے گا۔

اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں

اور وہ ظاہر ہے یعنی اس کی ہستی، اس کے وجود اور اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں اس دنیا میں ہر جگہ موجود اور پھیلی ہوئی ہیں جو اس کے موجود ہونے کی گواہی اور ثبوت دے رہی ہیں۔

وہ چھپا ہوا ہے کہ کسی عقل وفکر بھی اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی

اور وہ چھپا ہوا ہے یعنی اس دنیا میں آنکھوں سے اس کا دکھائی دینا تو درکنار، عقل و خیال اور وہم و گمان بھی اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ حاصل یہ کہ وہ ظاہر تو ایسا ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں اس کی قدرت و حکمت نمایاں ہے، اور اس کے ساتھ وہ چھپا ہوا بھی ایسا ہے کہ کسی کی عقل و فکر بھی اس کی حقیقت تک رسائی نہیں پا سکتی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی تمام مخلوقات میں سے ہر ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے، اس سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ط وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ (آیت:۴) یعنی آسمان و زمین اور ساری کائنات کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور حکومت و سلطنت اور فرمانروائی کرنے والا بھی وہی ہے۔ اس کی مزید تشریحات سوۂ اعراف، سورۂ یونس اور سورۂ رعد کی آیات میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی جاننے والا ہے

''يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا'' وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے۔ (آیت:۴) مثلاً بارش کا ایک ایک قطرہ اور بیج کا ایک دانہ دانہ جو زمین کے اندر جاتا ہے اور پیڑ پودوں کی ایک ایک کونپل اور ایک ایک پتی جو زمین کو پھوڑ کر باہر نکلتی ہے اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو زمین میں جاتی اور اس سے نکلتی ہیں سب کی سب اس کے علم میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ تقدیری فیصلے اور بندوں کے اعمال سب پر نظر رکھے ہوئے ہے

وَ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے۔ (آیت:۴) مثلاً فرشتے جو آسمان سے اترتے اور اس پر چڑھتے ہیں اور احکام الٰہی اور تقدیری فیصلے آسمان سے اترتے ہیں اور بندوں کے اعمال آسمان پر چڑھتے ہیں۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ط وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔ (آیت:۴) یعنی تم گھر میں، جنگل میں، پہاڑ میں، فضاء میں، جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتے، اس کو معلوم ہے کہ تم کہاں ہو۔

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ o اور اللہ تمہارے اعمال کو بھی خوب دیکھتا ہے۔ (آیت:۴) یعنی وہ تمہارے ایک ایک عمل کو چاہے وہ کھلے ہوں یا چھپے، دیکھتا ہے۔ اس سے تمہاری کوئی بات کوئی حرکت، کوئی عمل بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

اللہ ہی کی آسمان وزمین میں بادشاہت اور حکومت ہے

لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض ط وَ اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْر o آسمان اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے اور سب معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ (آیت:۵) یعنی تمام آسمان اور زمین میں اسی ایک ہستی کی بادشاہت اور حکومت ہے اور آخر کار قیامت میں سب معاملات اسی کے سامنے پیش ہو جائیں گے اور وہی سب کا فیصلہ کا کرے گا۔

دن اور رات کا بڑا چھوٹا ہونا اللہ کی قدرت کی نشانیاں

یُوْلِجُ الَّیْل فِی النَّھَارِ وَ یُوْ لِجُ النَّھَار فِی الَّیْل ط وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ (آیت:۶) یعنی وہی ہے جو رات کے کچھ حصہ کو دن میں داخل کر دیتا ہے تو دن بڑا ہو جاتا ہے اور دن کے کچھ حصہ کو رات میں داخل کر دیتا ہے تو رات بڑی ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں کی نیتوں، ارادوں اور خیالات کو بھی جانتا ہے

وَھُوَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر o اور وہ سینوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ (آیت:۶) یعنی دل میں جو نیت و ارادہ یا خیال اور وسوسہ آئے اس کا بھی علم اس کو ہے۔ حاصل یہ کہ سب کچھ اس کی قدرت اور اس کے علم میں ہے، نہ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر ہے اور نہ اس کے علم سے باہر ہے۔

جو کچھ بندوں کے پاس مال و دولت، زمین و جائداد ہے سب کا مالک اللہ ہے۔ اللہ نے بندہ کو اپنے مال و دولت کا صرف نائب بنایا ہے اسلئے کوئی مالدار خوشی میں مبتلا نہ ہو کیونکہ نیابت چھینی بھی جاتی ہے

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُم مُسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ ط تم لوگ اللہ اور اس

کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں اس نے تم کو قائم مقام بنایا ہے اس میں سے (اس کے راستہ میں) خرچ کرو۔(آیت:۷)اس میں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے: ایک یہ کہ جو کچھ تمہارے پاس مال و دولت ہے اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، تم بذاتِ خود اس کے مالک نہیں ہو بلکہ اس نے بہ حیثیت نائب اور قائم مقام کے تم کو اس کا مالک بنادیا ہے، اس لئے تم پر لازم ہے کہ اس کے مال کو اللہ کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق خرچ کرو، اپنی من مانی مت کرو۔

مال و دولت جوڑ جوڑ کر رکھنا حماقت اور بے وقوفی ہے

دوسرے یہ کہ یہ مال چاہے وہ زمین و جائداد ہو یا روپیہ پیسہ وغیرہ ہو تم سے پہلے کسی اور کے پاس تھا اور آج اللہ نے ان کا قائم مقام تم کو بنا کر اسے تمہیں دیدیا، پھر کل یہی مال اسی طرح تمہارے بعد کسی اور کے پاس چلا جائے گا اور وہ تمہارے قائم مقام بن جائے گا۔تو جب یہ مال ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہے گا بلکہ کسی نہ کسی کے پاس چلا ہی جائے گا تو اس کو اس طرح جوڑ جوڑ کر رکھنا کہ ضروری کاموں میں بھی اس کے حکم کے مطابق خرچ نہ کرو حماقت اور بدنصیبی کے سوا کیا ہے؟ اس لئے اس کو اللہ کے حکم کے مطابق اس کے راستہ میں خرچ کرو تاکہ آخرت میں اس کا دائمی فائدہ تمہیں حاصل ہو۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کریں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔(آیت:۷)یعنی مخلص مسلمان وہی ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق اس کے راستہ میں مال خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کیجئے

”وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ج وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ “ اور تمہارے لئے اس کی کیا وجہ ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تم کو بلا رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔(آیت:۸)یعنی آخر اس کا کیا سبب ہے کہ باوجودیکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تمہارے درمیان موجود ہیں اور خود تمہیں ایمان کی دعوت دے رہے ہیں پھر بھی تم ایمان نہیں لاتے اور ان کی دعوت قبول نہیں کرتے۔

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

وَ قَدۡ اَخَذَ مِیۡثَاقَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ o اورخوداللہ نے تم سے عہد لیا تھا اگر تم کو ایمان لانا ہو۔(آیت:۸) یعنی اگر تم کو ایمان لانا ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہیں دعوت دینا اور اللہ کا تم سے عہد اور قول وقرار لینا ایمان لانے کے لئے بہت مضبوط سبب ہے۔ یہاں عہد اور قول سے مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے لیا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الستُ بربکم'' (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) تو روحوں نے کہا: ''بلیٰ'' (کیوں نہیں، آپ ہمارے رب ہیں) سورۂ اعراف: ۷:۱۷۲۔ اور پھر اس عہد کی یاددہانی مختلف زمانوں میں رسول اور نائبین رسول کے ذریعہ کرائی جاتی رہی، اور اس عہد واقرار کا کچھ نہ کچھ اثر ہر انسان کی طبیعت اور فطرت میں بھی موجود ہے جس کی بناء پر کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا رجحان ہوتا رہتا ہے۔

رسول بھیج کر اللہ تعالیٰ نے بندوں پر شفقت ومہربانی کی

هُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِہٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وہی جو اپنے بندہ پر کھلی کھلی آیتیں نازل کرتا ہے تا کہ تم کو اندھیریوں سے نکالکر روشنی کی طرف لائے۔(آیت:۹) یعنی اپنے خاص بندہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی صاف صاف آیتیں نازل کرتا ہے تا کہ وہ تمہیں کفر وجہالت کی اندھیریوں سے نکال کر ایمان اور علم کی روشنی میں لائیں، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی شفقت ومہربانی ہے کہ اس نے تمہارے پاس ایسا ہادی بھیجا اور تمہارے لئے اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لانے کا سامان کیا۔

بندوں کو خطاب: تم اپنی زندگی میں اللہ کے راستہ میں خرچ کرو ورنہ...

وَ اِنَّ اللّٰہَ بِکُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ o وَ مَا لَکُمۡ اَلَّا تُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لِلّٰہِ مِیۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ اور بیشک اللہ تم پر بہت شفیق بڑا مہربان ہے اور تمہارے لئے اس کی کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ساری میراث اللہ ہی کے لئے ہے۔(آیت:۹-۱۰) یعنی اگر چہ آسمان وزمین اور تمام دنیا کا مالک ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس نے اپنے فضل ومہربانی سے اس دنیا میں کچھ چیزوں کا مالک تمہیں بنا دیا تھا اور اب وہ تمہاری ظاہری

ملکیت بھی ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ سب مالک مر جائیں گے اور صرف اللہ ہی رہ جائے گا تو ظاہری طور پر بھی سب چیزوں کا مالک وہی رہ جائے گا، پھر تم کیوں نہ اپنی زندگی میں اس کو اپنے ہاتھ سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آخرت میں اس کا اجر وثواب ہمیشہ کے لئے تمہارے واسطے ثابت ہو جائے، اور اگر نہ خرچ کرو گے تب بھی یہ اللہ ہی کے پاس جا کر رہے گا مگر اس وقت تم کو کچھ اجر نہ ملے گا۔

فتح مکہ سے پہلے کے مسلمانوں کی فضیلت

لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُم مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قَاتَلَ ط تم میں سے جن لوگوں نے (مکہ کی) فتح سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی لڑی وہ برابر نہیں، (آیت:۱۰) حضرت قتادہؓ، زید بن اسلمؒ، مجاہدؒ اور اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں ''فتح'' سے مراد فتح مکہ ہے اور یہی مشہور ہے۔ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے جس کو سورۂ فتح میں ''فتح مبین'' فرمایا گیا ہے۔

اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قَاتَلُوْا ط وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنھوں نے (مکہ کی فتح کے) بعد خرچ کیا اور لڑائی لڑی۔ (آیت:۱۰)

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جن صحابۂ کرام نے فتح مکہ یا صلح حدیبیہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور اسلام کی خدمات انجام دیں ان کا درجہ ان صحابہ کرام سے کہیں بڑھا ہوا ہے جو ان کے بعد مسلمان ہوئے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کیا اور جہاد کی اور دین اسلام کی خدمات میں حصہ لیا، کیونکہ فتح مکہ اور صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمانوں کی تعداد اور قوت کم تھی، ان کے وسائل وذرائع نہایت محدود تھے، مالی حالت بھی بہت کمزور تھی، اور دشمنیاں اور خطرات بھی چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے، ان کے مقابلہ میں فتح پانے اور جیت جانے کی ظاہری امکانات خطرناک حد تک کم تھے، اس وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت بھی زیادہ تھی اس لئے اس زمانے میں جن حضرات نے اپنی مالی اور جانی قربانیاں پیش کیں ان کا اجر وثواب اور مقام و درجہ بھی زیادہ ہے، اور جن لوگوں نے فتح مکہ کے بعد مال وجان خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربانیاں پیش کیں ان کا درجہ اور ان کا اجر وثواب ان حضرات کے برابر نہیں ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی تعداد اور

قوت بھی بڑھ گئی تھی اور دشمنیاں بھی کم ہوگئی تھیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام مغفرت کا اعلان ہے

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ اور یوں اللہ نے بھلائی کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے۔(آیت:۱۰) یعنی اگر چہ صحابہ کرام کے دونوں طبقوں کے درمیان درجہ میں فرق ہے لیکن جنت اور اجر وثواب اور مغفرت کا وعدہ دونوں ہی کے لئے ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام مغفرت کا اعلان ہے،اس بناء پر پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام سے محبت رکھنا،ان کی تعظیم اور مدح وتعریف کرنا اوران پر طعن وطنز،تنقید واعتراض سے زبان و قلم کوروکے رکھنا لازم ہے اوراس کے خلاف کرنا گناہ ہے۔حدیث میں ہے کہ ''میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو،قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کردے تو وہ میرے صحابی کے ایک مُد بلکہ آدھا مُد خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکے گا''(روح المعانی بحوالہ بخاری ومسلم)

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔(آیت:۱۰) یعنی اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے کہ کس نے کن حالات میں اور کیسے نازک اور اہم مواقع پر کس اخلاص کے جذبہ کے ساتھ عمل کیا ہے،وہ اپنے علم کے مطابق ہر ایک کو اس کے عمل کا اجر وثواب اوراس کو درجہ و مقام عطا فرمائے گا۔ ❁

موجودہ حالات اورتقاضوں کے پیش نظر ''تفسیر تبیان القرآن'' سے ماخوذ

دلکش،پرکشش اور جاذبِ نظر ذیلی سرخیوں سے مزین ایک حسین گلدستہ

کشف القرآن

عمدہ اورخوبصورت طباعت،محدود نسخے

مقدمہ: مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

مرتبہ: مولانا سید محمد عماد الدین مظاہری الہ آبادی

قیمت:=/350

ملنے کا پتہ: مکتبہ الاشرف۔آزادنگر،کرامت کی چوکی،کریلی۔الہ آباد۔موبائل:7839216040

موعظۂ حسنہ

خوشگوار ماحول خوشگوار زندگی کی ضامن ہے

مردوں اور خواتین کے لئے اہم بیان

حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

یہ مضمون حضرت والا کا ایک بیان ہے جو مسجد کولہو، مہیوا، شہر الہ آباد میں بروز اتوار بتاریخ ۱۰؍ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۹؍مئی ۲۰۲۴ء بعد نماز مغرب ہوا تھا۔ جس میں اہالیان مہیوا اور خواتین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ اس وعظ کو جناب محمد انس اور جناب محمد حنظلہ صاحبان نے ضبط کیا۔ ادارہ افادۂ عام کیلئے وائس رکارڈنگ سے نقل نیز آیات و احادیث کی تخریج اور ذیلی عنوانات قائم کر کے اپنے قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہاہے۔ (ادارہ)

اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت اسلام کی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین ،وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ،وَ اَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَ حَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَاوَ کَرِیْمِنَاوَ مَوْ لَانَامُحَمَّداًصَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّم تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً ، اَمَّا بَعْد :

فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''یٰـاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَھۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ عَلَیۡھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ'' صدق اللہ العظیم (سورۃ تحریم:۶)

معزز حاضرین وخواتین، بچو اور بچیو، یہاں موجود بزرگان ملت اور نو جوانان اسلام۔ یہ جو موجودہ دور ہے جس میں ہم سانس لے رہے ہیں یہ ایسا دور ہے کہ اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت اسلام کی ہے۔

لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کیا جا رہا ہے

آج لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے، یہ سمجھایا جاتا ہے، ہمارے نو جوانوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھائی جا رہی ہے کہ آج اگر اس دین پر جو مولوی لوگ چلاتے ہیں عمل کروگے اور قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گذاروگے تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے۔ تمہارے لئے نوکری کرنا مشکل ہو جائے گا، کاروبار کرنا مشکل ہو جائے گا، پڑھنا لکھنا مشکل ہو جائے گا، پریشانیاں پیش آئیں گی اور یہی نہیں جب ہمارے بچے، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں باہر نکلتے ہیں، میدان عمل میں آتے ہیں، خواہ وہ تعلیم حاصل کرنے کا میدان ہو یا کاروبار کرنے کا، نوکری اور ملازمت کرنے کا تو ان کو یہ لگتا ہے کہ اگر ہم دین پر عمل کرنا چاہیں گے تو ہمیں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ لیکن آپ یہ سمجھ لیجئے کہ یہ سب پروپیگنڈہ ہے، بالکل جھوٹ ہے، یہ اتنا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسے یہ کہا جائے کہ دیکھو یہ مغرب کا وقت نہیں ظہر کا وقت ہے۔

ایک عظیم ہستی کا فرمان

ایک عظیم ہستی جس سے بڑھ کر سچی ذات، سچی ہستی اور سچا انسان اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا، اتنا سچا انسان کہ جس کے جان کے دشمنوں نے بھی کبھی ان کو جھوٹا نہیں کہا بلکہ ان کو صادق ومصدوق، سچا پکا کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ اور یہی نہیں جو اس دین کا سب سے بڑا دشمن تھا ابوجہل، اس نے بہت کچھ کہا اور بڑی دشمنی کی لیکن اس نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ: '' مَا جَرَّبۡنَا عَلَی الۡکَذِبِ ''ہم نے کبھی آپ کے اوپر جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا۔ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔

آپ غور کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی سچائی کا یہ عالم ہے کہ جو حدیثیں ثابت ہیں ان حدیثوں میں اگر آپ نے کوئی بات کسی چیز کے لئے کہہ دی ہے تو وہ بات اسی طرح ثابت ہوتی چلی آرہی ہے۔

رسول صلی اللہ علی وسلم کا فرمان: دین آسان ہے

اگر آپ نے مسواک کی فضیلت بیان فرمائی تو چودہ سو سال سے اب تک اس کی فضیلت قائم ہے۔تو ایسی سچی ذات نے یہ کہا ہے کہ:

''اَلدِّیْنُ یُسْرٌ'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الدین یسر:۳۹) دین آسان ہے۔

میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آج ہمارے نوجوانوں کی یہ ذہن سازی کی جارہی ہے کہ دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہے اور ماحول بھی ایسا ہی بنا دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمار ہے ہیں کہ:'' اَلدِّیْنُ یُسْرٌ'' دین آسان ہے۔ تو آپ کس کی بات مانیں گے؟

ماحول بنانے سے بنتا ہے

دیکھئے، آپ کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں پر راستے صحیح نہ ہوں، بھینس بندھی ہو، گندگی پڑی ہو، پیشاب سے راستہ پٹا پڑا ہوا ہے، وہاں پر نماز کیا چلنا پھرنا مشکل ہے۔اور یہاں دیکھئے نماز پڑھنا بالکل آسان ہے، استنجاء کیجئے، وضو بنایئے اور خوب اطمینان سے نماز پڑھئے۔تو معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا مشکل نہیں ہے،تم نے اگر ماحول ایسا بنادیا کہ وہاں پر نماز پڑھنا مشکل ہے تو پھر مشکل پیش آئے گی اور اگر ماحول ایسا بنادیا تو پھر ماحول نے نماز پڑھنا آسان کر دیا۔

اپنی تقریبات کی جگہوں میں نماز پڑھنے کا انتظام رکھیں

آپ حضرات تقریبات کرتے ہیں، فنکشن کرتے ہیں، شادی بیاہ کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں اور ان دعوتوں میں　　میں آپ سے کہہ رہا ہوں غیروں سے نہیں　　ڈھائی ڈھائی تین تین لاکھ روپئے چند گھنٹوں کا کرایہ ادا کرتے ہیں، وہاں پر لوگوں کی نمازیں قضا ہوتی ہیں، جہاں آپ تین لاکھ کرایہ دیتے ہیں وہیں اگر آپ اس سے کہیں کہ ایک کمرہ مصلیٰ کے لئے بناؤ، ایک استنجا خانہ اور وضو خانہ کا انتظام کردو تو کیا وہاں پر نماز پڑھنا مشکل ہوگا؟ نماز قضا کرنا آسان ہوگا؟

سعودی ائیر لائنس پر آپ سفر کرتے ہیں، حاجی صاحبان آج کل جارہے ہیں، اس ائیر لائنس میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ بنی ہوئی ہوتی ہے، جو حاجی حج اور عمرہ کر کے آئے ہیں اور انھوں نے سعودی ائر لائنس سے سفر کیا ہے وہ جانتے ہیں۔تو سفر میں جن کو نماز پڑھنا ہوتا ہے وہ پڑھ لیتے ہیں، نماز پڑھنا ان کے لئے آسان ہے۔اور جن ایئر لائنس میں نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے اس میں دشواری ہے، مشکل ہے۔

دیکھئے جب آپ نے نماز پڑھنے کا ماحول بنایا تو نماز پڑھنا آسان ہو گیا اور جب آپ نے اس کو مشکل بنا دیا تو زمیں میں، وادی میں گندگی اور نجاست پھیلی ہوئی ہے، وہاں نماز تو کیا گذرنا مشکل ہے۔

ہم ماحول چاہے مشکل بنادیں یا آسان بنادیں

دین آسان ہے اس پر عمل کرنے کے لئے ہم ماحول چاہے مشکل بنادیں اور چاہے آسان بنادیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اَلدِّينُ يُسْرٌ '' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الدین یسر: ۳۹) دین آسان ہے۔دین سچا ہے، دین پیارا ہے۔اس میں کون سی مشکل اور کون سی دشواری ہے؟ اس میں کوئی دشواری نہیں ہے، دشواری ہم نے پیدا کرلی ہے، آسانیاں ہم نے ختم کردیں۔

سب سے برکت والا نکاح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهُ مَؤْنَةً'' (مسند احمد عن عائشہؓ: ۲۴۵۲۹) سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

نکاح کے لئے باوضو ہونا شرط نہیں

نکاح کا عمل اتنا آسان ہے کہ اس کے لئے وضو کی بھی ضرورت نہیں ہے، لیکن آپ نے اتنی شرطیں بڑھادیں کہ نکاح اتنا مشکل ہو گیا کہ معاف کیجئے گا بیٹیاں مرتد تک ہو جارہی ہیں، دین سے پھر جارہی ہیں، غیروں کے پاس چلی جارہی ہیں۔اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے ایسی چیز کو مشکل بنادیا ہے جس کو شریعت نے، دین نے آسان بنایا تھا، یہ مشکل ہم نے پیدا کی، اسلام نے تو اتنا آسان بنایا ہے کہ باوضو ہونے کی بھی شرط نہیں رکھی ہے۔

عمل کرنے والے کے لئے دین آسان ہے

دین پر عمل کرنا آسان لیکن اس کے لئے جو اس پر عمل کرنا چاہے اور جو نہ کرنا چاہے تو پھر یہ ہے کہ:
ڈاکٹر نے کہا کہ دیکھئے آپ کو شوگر ہوگئی ہے اور بی پی ہوگئی ہے تو ذرا آپ شربت اور نمک سے بھی پرہیز کیجئے۔
تو شربت اور نمک سے پرہیز کرنا کوئی دشوار اور مشکل نہیں ہے۔کیوں؟ اسلئے دشوار نہیں ہے کہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلادیش تینوں ملکوں کو برصغیر کہتے ہیں، ان کے علاوہ کسی بھی ملک میں ایسا سالن اور اتنا مصالحہ کہ جس سے پہلے تو زبان جل جائے اور پھر بعد میں بیت الخلاء جائے تو وہاں کچھ اور جلتا ہے۔

اسی پرہیز کا نام ''تقویٰ'' ہے

بات سمجھ میں آرہی ہے، یہ یہاں کا حال ہے، باقی ہر جگہ سادہ کھانا ہے، اس سے **معلوم** ہوا کہ دنیا کی بڑی آبادی سادہ ہی کھانا کھاتی ہے، جس میں نمک بھی برائے نام اور شوگر بھی برائے نام۔اگر آپ ارادہ کر لیجئے تو پرہیز کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔لیکن اگر آپ کی زبان میں چٹور پن ہے اور آپ کی عادت ہی خراب ہے کہ رس گلا ہی کھانا ہے پیاز ہی کھانی ہے اور آپ بغیر شکر کے چائے نہیں پی سکتے   بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں چائے کو طلاق نہیں دے سکتے   اور بغیر نمک کے آپ کا کام نہیں چلے گا تو پھر مصیبت ہے۔تو سمجھ میں آگئی کہ اگر پرہیز کرنا چاہیں تو پرہیز آسان ہے۔نہ کرنا چاہیں تو پریشانیاں ہیں اسی پرہیز کا نام ''تقویٰ'' ہے۔

آپ کہتے کہ فلاں بہت متقی ہے، بہت پرہیزگار ہے وہ یہی والا پرہیز ہے۔اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ تقویٰ کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ نکاح کے وقت خطبہ میں جو تین آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو حدیث سے ثابت ہیں ان تینوں آیتوں میں تقویٰ کا حکم ہے کہ اللہ سے ڈرو، اور تقوی کی حقیقت یہی ہے جو ہم نے ابھی آپ کے سامنے عرض کی کہ کوئی چیز مشکل نہیں، جب آپ ہمت کریں گے تو آسان ہے۔

آج کی آزادی نے خواتین کو پابند سلاسل کر دیا ہے

لوگوں کو دشواریاں عورتوں سے پیش آتی ہیں، عورتوں کو اسلام نے جو عزت، جو احترام، جو آزادی دی ہے وہ آزادی اِس آزادی کے دور میں بھی ان کو نصیب نہیں ہے، اس آزادی نے ان کو اور بھی پابند سلاسل کر دیا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَلَهُنَّ مِثْل الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْف ''(سورۂ آل عمران:۸۲۲)اوران کے لئے یعنی عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ایسے ہی واجب ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں۔

عورت کے چارروپ

عورت کے چارروپ ہیں:

ایک یہ کہ وہ ''ماں'' ہے۔اسلام نے ''ماں'' کا حق اتنا بڑھا دیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ: ''اِنَّ الْجَنّة عِنْد رِجْلهَا ''(پوری حدیث اس طرح ہے:''عن معاوية بن جاهمة أن جاهمة جَاءَ اِلى النَّبى صلى الله عليه وسلم فَقَال : يا رسُول الله، أردت أن أغْزو وَ قَد جئْت استَشِيُرک ، فَقَال : هَل لَکَ مِنْ أُم ؟ قَال : نعم، قَال : فَالزمهَا فَاِنَّ الجَنَّة عِنْد رجلهَا ''(حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جہاد میں شرکت کاارادہ کرلیا ہےاورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشورہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''پھر تو تم ان کی خدمت کرو کیونکہ جنت ان کے پاؤں کے نیچے ہے)(رواہ احمد والنسائی والبیہقی فی شعب الایمان،۷:۳۰۶۹۔مرقاۃ المفاتیح،۹:۱۵۸، دارالکتب العلمیۃ،بیروت۔رواہ النسائی:باب الرخصۃ فی التخلف لمن لہ والدۃ:۳۱۰۴)

ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اَلْجَنَّة تَحْت أَقْدَام الأُمّهَات ''(الترغیب والترہیب لقوام السنۃ:مطبع دارالحدیث،القاہرۃ:۲۸۱/۱،رقم الحدیث:۴۴۸۔کنزالعمال:۴۵۲۳۹۔)ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔بیوی کے پیر کے نیچے جنت نہیں ہے۔

بیٹی،بہن کی خدمت اور پرورش میں جنت کا وعدہ ہے

دوسرا روپ دیکھئے،ارشاد ہوتا ہے کہ جن کی بیٹیاں ہوں وہ ان کی پرورش کرے اور تربیت کرے تو یہ اس کے نجات کا ذریعہ ہوجائیں گی۔

اسلام میں بیوی اور بہو کا مقام اور درجہ

عورت بیوی ہے تو اس کا مقام کیا ہے جانتے ہیں؟ بیوی نوکرانی نہیں ہے،خادمہ نہیں ہے،جو

ہمارے یہاں ہو گیا ہے کہ بہو گھر میں آ گئی تو اس کا کام جھاڑو لگانا ہے، اور اس کا کام یہ رہ گیا ہے کہ وہ سب کا کپڑا ہی دھویا کرے اور اس کا کام یہ ہے کہ وہ سب سے دب کر رہا کرے، یہ تصور اصل میں مشرکانہ تصور ہے، ہمارے یہاں تصور یہ ہے کہ:

نیک بیوی دنیا کی سب سے اچھی چیز ہے

''اَلدُّنیَا مَتَا عٌ وَ خَیرُ مَتَا عِ الدُّنیَا اَلْمَراَۃُ الصَّالِحَۃ'' (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب متاع الدنیا: ۱۴۶۷) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نیک عورت دنیا کی سب سے بہترین چیز ہے۔ کون سی عورت؟ نیک عورت۔ لیکن آپ کو نیک بہو نہیں چاہئے، آپ کو وہ بہو چاہئے جو پہلی تاریخ کو کم از کم پچاس ہزار لے کر آئے، تو دو میں سے ایک کا انتخاب کر لو، یا اناپ شناپ دنیا ہی لے لو تو اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

''رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَاوَ مَا لَه فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاق'' کہ دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو دنیا میں خوب مال دیجئے، خوب دولت دیجئے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے فرماتے ہیں کہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔

اور آگے فرماتے ہیں: ''رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار'' کہ بعض لوگ وہ ہیں یعنی اہل ایمان وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

دنیا کی وہ بھلائی اچھی ہے جو آخرت کی بھلائی سے نہ روکے

تو مومن دنیا میں بھی بھلائی چاہتا ہے اور آخرت میں بھی بھلائی چاہتا ہے، اسی سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا کی اصل بھلائی وہ ہے جو آخرت کی بھلائی کو نہ روکے اور جو دنیا کی بھلائی ہم کو آخرت کی بھلائی سے روک دے، وہ بھلائی نہیں ہے۔

آخرت بنانے کی جگہ یہی دنیا ہے

آخرت بنانے کی جگہ بھی یہی دنیا ہے، آخرت بنانے کے لئے ہم کو کوئی دوسری جگہ نہیں ملے گی۔ اور یہ دنیا ملعون بھی ہے، حدیث شریف ہے:

''اِنَّ الدُّنیاَ ملْعُونۃ'' (ترمذی:۲۳۲۲)

کب؟ جب یہ دل میں بس جائے، جس کا استعمال غلط ہو۔اور دنیا بہت قیمتی چیز بھی ہے اس لئے کہ اگر دنیا نہ ہوتی تو اعمال خیر کر کے اور ایمان لا کر کے جنت کے مستحق کیسے بنتے؟ اس دنیا میں ہم ایمان لاتے ہیں اور اسی دنیا کا ایمان معتبر ہے، اسی دنیا کے اعمال صالحہ کا اعتبار ہے۔

بیٹی اور بہن کی پرورش میں جنت کا وعدہ ہے

دیکھئے عورت کو کیا کیا درجہ دیا اسلام نے، کہیں ماں ہے تو اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے، بیٹی ہے، بہن ہے تو اس کی خدمت اور پرورش میں جنت کا وعدہ ہے، اور بیوی ہے تو یہ کہا کہ دنیا کی سب سے اچھی یہی چیز ہے۔

آدمی کی خوش نصیبی کی تین چیزیں

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو دنیا میں یہ تین چیزیں مل جائیں وہ بہت خوش نصیب ہے، روایت میں ہے:

''مِن سَعَادة ابن آدَم ثَلا ثة وَ مِن شَقْوة ابن آدَم ثَلا ثة مِن سَعَادة ابن آدَم اَلمَرأة الصَّالحَة وَالمَسکَن الصَّالِح والمَرکَب الصَّالح وَمِن شَقْوة ابن آدَم اَلمَر أة السُّوء وَالمَسْکَن السُّوء وَالمَرکَب السُّوء'' (الترغیب:۲۵۷۶۔ مسنداحمد بن حنبل:۱۴۴۵، ابن حبان:۴۰۳۲)

پہلی خوش نصیبی: اچھا سا گھر

اچھا سا گھر مل جائے، ''اچھا گھر'' سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق اس میں گنجائش ہو، صاف ستھرا ہو، ہوادار ہو، آرام دِہ ہو۔

دوسری خوش نصیبی: اچھی سواری

اور دوسری چیز یہ کہ اچھی سواری، ایسا نہیں کہ گاڑی نکالے اور کک پر کک مارے جا رہے ہیں، پیر لُنج ہو گیا لیکن گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوئی، کچھ دور لے کر چلے پنکچر ہو گئی، ایسی نہ ہو بلکہ اچھی سواری ہو۔

تیسری خوش نصیبی: اچھی بیوی

اور تیسری چیز اچھی بیوی۔ یہ تینوں چیز جس کو حاصل ہو جائیں فرمایا کہ وہ خوش نصیب ہے۔اور

وہ بدنصیب ہے جس کو یہ تینوں چیزیں خراب مل جائیں۔

آج کل کے فلیٹ، فلیٹ نہیں پلیٹ ہیں، بند صندوق

اب ہم لوگ گھر بھی ایسا ڈھونڈتے ہیں جو اچھا نہ ہو، اب گھر چاہئے کونسا؟ جو فلیٹ ہو، اور وہ فلیٹ کیا ہے پلیٹ ہے، بالکل بند صندوق، یہاں تک کہ اذان کا گذر بھی نہیں ہوتا ہے، پاس پڑوس ایسے ہیں کہ کچھ پتہ نہیں ہے کہ یہ فاسق ہیں کہ فاجر ہیں، کافر ہیں، مشرک ہیں، پاکباز ہیں کہ ناپاک ہیں، عفت مآب ہیں کہ عفت فروش ہیں، کچھ پتہ نہیں۔ جبکہ یہاں حکم یہ ہے کہ پڑوسی کا حق ہے، جب ہم پڑوسی کو پہچانتے ہی نہیں ہیں تو اس کے حق کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ پڑوسی بھوکا سویا ہے کہ پیٹ بھر کر سویا ہے اس کا پتہ کیسے چلے گا؟ اس لئے کہ پڑوسی سے کوئی آشنائی ہی نہیں ہے۔

پڑوسی کی نا آشنائی کا واقعہ

ہمارے ہاسٹل میں ایک لڑکا تھا، وہ ایک دن ملا، پوچھا کہاں رہ رہے ہو؟ پہلے وہ اچھے خاصے بڑے گھر میں رہتا تھا، اس نے کہا سول لائنس میں ایک فلیٹ لیا ہے وہیں رہتا ہوں، میں نے کہا تم تو وہاں رہتے تھے؟ جی سر، یہ اس سے اچھا ہے، یہاں کسی سے کوئی مطلب نہیں، اپنا گئے، رہے، سیڑھی پر کبھی آتے جاتے کسی سے ملاقات ہوگئی تو انھوں نے کچھ یوں سر ہلا دیا اور کچھ ہم نے سر ہلا دی، بس قصہ ختم۔ اب یہ زندگی اچھی سمجھی جاتی ہے، یہ تو انسانوں والی زندگی نہیں ہے۔

جو شخص ایک دوسرے سے الفت نہ رکھے اس میں کوئی خیر نہیں

انسان تو انس سے بنا ہے، حدیث پاک میں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لاَ خَیرَ فِیمَن لا یَألَف وَ لَایُؤْلَف'' (مسند احمد: ۳۳۵/۵، ۹۱۹۸، ۹۱۸۷)

جو شخص نہ کسی سے الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے تو اس کے اندر کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے۔

اسلام نے عورتوں اور مردوں کی برابری کا حق
اس طرح دیا کہ عبادات وغیرہ میں دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے

اسلام نے عورتوں کو یہ مقام عطا کیا ہے اور برابری کا حق دیا ہے، جتنا آپ کو نماز پڑھنے کا

ثواب ملتا ہے اتنا ہی اس کو بھی نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، یہ نہیں ہے کہ آپ تہجد پڑھیں تو آپ کو زیادہ ثواب ملے اور وہ پڑھے تو اس کو کم ثواب ہے، آپ کو تو مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھیں تب ثواب ہے اور وہ گھر کی کوٹھری میں نماز پڑھے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا۔ اس کے صنف نازک ہونے کی وجہ سے اس کا رتبہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑھا دیا کہ وہ گھر کی کوٹھری میں پڑھے تو اتنا ثواب ملے گا جتنا آپ کو مسجد میں آنے کے بعد ملتا ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ لیجئے کہ درجات میں فرق ہوتا ہے۔ بالکل برابری ہے، حج میں گئے تو دونوں کو اتنا ہی ثواب ملے گا، ایسا نہیں ہے کہ زنانہ حج میں ثواب کم ہے اور مردانہ حج میں زیادہ ثواب ہے۔ حالانکہ مردوں کو زور زور سے لبیک پڑھنا ہے اور عورتوں کو حکم ہے کہ آہستہ آہستہ پڑھو۔ زور سے پڑھیں گے تو مشقت ہوگی اور زور سے نہ پڑھیں گے تو مشقت نہ ہوگی، تو دیکھئے مشقت عورتوں میں کم ہے لیکن ثواب دونوں کا برابر ہے۔

اسلام نے جن عورتوں کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے یہ بلندی عطا کی تھی لوگوں نے غلط جھوٹ بول کر، دھوکہ دے کر کہا کہ تم آزاد ہو جاؤ، تم گھر میں بیٹھ کر کیا کروگی؟ تم بھی نوکری کرو، تم بھی آفس میں جاؤ، اور تم بھی دور دراز کی ڈیوٹیاں کرو، تم بھی دھکے کھاؤ، اور اس کے بعد ظاہر ہے وہ عورت ہی ہے، آنا اس کو گھر میں ہی ہے، بننا اس کو بیوی ہی ہے، بننا اس کو ماں ہی ہے، آنے کے بعد اس کو گھر کے انتظامات دیکھنے ہیں۔

دنیا کی ترقی نام ہے ڈھیر سارو پیہ کمانے کا

اب آپ بتائیں کہ یہ قید ہوگئی یا آزاد ہوگئی؟ یہ غلط تصور اس لئے ہو گیا کہ ہم نے دنیا کا غلط تصور اپنے ذہن میں بٹھا لیا کہ دنیا کی ترقی نام ہے ڈھیر سارو پیہ کمانے کا۔

اصل ترقی ہمارے گھر کا سکون ہے

حالانکہ ترقی اس کا نام ہے کہ ہمارے گھر میں سکون کتنا ہے؟ ہمارے گھر میں اطمینان کتنا ہے؟ ہم گھر آتے ہیں تو ہمارا گھر جنت نشان کتنا بنتا ہے؟ ہونا یہ تھا لیکن ہوا کیا ؎

خرد کا نام رکھا جنوں، جنوں کا رکھ دیا خرد
جو چاہے آپ کا حسن تماشا ساز کرے

عقلمند کو کہہ دیا کہ یہ مجنون ہیں، آزاد کو کہہ دیا کہ یہ قید ہے، اور قید کو کہہ دیا کہ یہ ترقی ہے۔

عورتوں کا مقام تو یہ ہے کہ اسی پردے میں رہ کر ہماری صحابیاتؓ نے، تابعیات نے اور بعد کے زمانے میں محدثات اور فقیہات نے اسی پردے میں بیٹھ کر ایسے ایسے کارنامے انجام دئے ہیں کہ موجودہ دور اور زمانہ اس کی مثال اور نظیر دینے سے قاصر ہیں۔

عورت کا مقام بارگاہ خداوندی میں

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا مقام اتنا اونچا کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اٹھائیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا:

’’قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَ تَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰہِ وَ اللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ‘‘ (سورۃ المجادلۃ:۱) ایک خاتون تھیں، بوڑھی تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں (میں اس مسئلہ کو نہیں چھیڑوں گا بات بڑھ جائے گی) اور اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھیں، آپ جانتے ہیں؟ سات آسمان کے اوپر سے آیت نازل ہوگئی: ’’قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَ تَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰہِ وَ اللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا‘‘ (سورۃ المجادلۃ:۱) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اے اللہ کے رسول اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور شکایت کر رہی تھی۔

یہ ہے عورت کا مقام، غور کیجئے کہ خاتون کو یہ خطاب نہیں ہوا کہ پیغمبر سے لڑتی ہو جھگڑتی ہو؟ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی’’ وَ اللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا‘‘ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی بات سن رہا تھا۔

عمر کی کیا مجال ہے کہ ان کی بات نہ سنے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب امیر المومنین ہو گئے تو ایک موقع پر ساتھیوں کے ساتھ کہیں چلے جا رہے تھے، راستے میں یہی خاتون مل گئیں، روک لیا حضرت عمر کو، حضرت عمر کا جلال آپ حضرات جانتے ہی ہیں، بہت مشہور ہے، امیر المومنین بہت دیر سر جھکائے ان خاتون کی بات سنتے رہے، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ حضرت کو جلال نہیں آیا۔ کسی نے پوچھ لیا، امیر المومنین یہ کون تھیں جنھوں

نے اتنی دیر آپ کو روکے رکھا؟ فرمایا: یہ وہ ہیں کہ سات آسمان کے اوپر سے اللہ تعالیٰ نے ان کی بات سن لی،عمر کی کیا مجال ہے کہ ان کی بات نہ سنے۔ یہ ہے عورت کا مقام اسلام میں۔

ام المومنین حضرت عائشہ فقاہت میں مردوں سے آگے بڑھ گئیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب ام المومنین بن گئیں،اور اپنی ذہانت،فقاہت اور سعادت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیزیں حاصل کیں کہ مردوں سے آگے بڑھ گئیں، آپ جانتے ہیں ان کے یہاں مدرسہ لگتا تھا، بڑے بڑے صحابہ آتے تھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو کم عمر تھیں مسئلہ پوچھنے کے لئے۔صحابہ کرام جب کوئی مسئلہ نہیں حل کر پاتے تھے تو وہ ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس حاضری دیا کرتے تھے اور وہ اسے حل کر دیا کرتی تھیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے شوہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی آموز مشورہ دینا

۶ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے ارادے سے صحابہ کرام کے ساتھ سفر کیا، لیکن جب مقام حدیبیہ پر پہنچے،مشرکین مکہ نے آگے جانے سے روک دیا جو لوگ حج عمرہ کر چکے ہیں ان کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتاتا ہوں کہ جب آپ جدہ سے روانہ ہوتے ہیں مکہ مکرمہ کے لئے تو اگر آپ سوتے نہ ہوں اور آنکھ نہ بند کئے ہوں اور جاگتے ہوئے جائیں تو آپ کو راستہ میں ایک بہت بڑا سا گیٹ ملے گا،اس پر قرآن کریم رکھا ہوا ہے،اب اس علاقہ کو شمسیہ کہتے ہیں یہی وہ جگہ ہے جہاں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا گیا تھا،صلح حدیبیہ کا واقعہ لمبا ہے اور میں سنانے کی حالت میں نہیں ہوں،آخر میں یہ ہوا کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں،آئندہ سال آیئے گا۔اب چونکہ احرام باندھ کر یہ حضرات آئے تھے اس لئے احرام کھولنا تھا اور اس کے لئے قربانی کرنی تھی اور سر منڈانا تھا۔جب یہ معاہدہ ہو گیا تو آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا قربانی اور حلق کرنے کا۔اب کوئی اٹھا ہی نہیں حلق کرنے کے لئے،اس لئے کہ ان حضرات کے اوپر ذہنی طور پر اتنا دباؤ تھا کہ کسی کو کچھ ہوش ہی نہیں تھا اس لئے کہ یہ معاہدہ ان کے مزاج کے خلاف ہو گیا تھا،انھوں نے کوئی نافرمانی نہیں کی تھی کیونکہ یہ وہ حضرات تھے جو آپ کے چشم وابرو کے اشارہ کو دیکھ کر لپک پڑتے تھے اور یہاں پر زبان سے

کہا جارہا ہے کہ اٹھو حلق کراؤ اور کوئی اٹھ ہی نہیں رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی اور آپ کی یہ تکلیف امت کے لئے پریشانی کا سبب بن سکتی تھی، آپ اندر تشریف لائے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتایا، یہ ایک عورت ہی تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کو تسلی دی کہ اے اللہ کے رسول، یہ ایسے نہیں ہیں کہ آپ کی نافرمانی کریں، ان کے اوپر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اس لئے نہیں اٹھ پا رہے ہیں، آپ باہر تشریف لے جائیں، قربانی فرما کر حلق کرائیں، آپ کو دیکھ کر سب قربانی اور حلق کرانے لگیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ نے حلق فرمایا، بس کیا تھا، سب نے حلق کرانا شروع کرادیا۔

یہ کون تھیں؟ یہ ایک خاتون تھیں، یہ عورت تھیں، ہماری خواتین اور ہماری عورتیں پہلے کیا کام کرتی تھیں۔

علم کا سمندر حضرت سُکینہ بنت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

یہ سُکینہ بنت حسین ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا نام سُکینہ تھا۔ لوگ اس کو سَکینہ پڑھتے ہیں لیکن اصل میں وہ سُکینہ ہے۔ میں مدنیہ منورہ میں ایک ٹیکسی پر بیٹھا، اس کا ڈرائیور اردو بولنے والا تھا، میں نے اس سے حضرت سُکینہ کا گھر دکھانے کے لئے کہا، جب میں نے سُکینہ کہا تو اس نے کہا کہ سُکینہ نہیں سَکینہ ہے، اور اپنے اس بات پر اصرار کرنے لگا، پھر میرے بتانے پر اس نے تسلیم کیا، وہ تو مجھ کو گھر دکھا نہ سکا، البتہ دوسرے سفر میں میں نے حضرت سُکینہ کا گھر دیکھا، میں حضرت سُکینہ کا گھر اس لئے دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ یہ واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور زندہ بچ گئیں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی صاحبزادی تھیں۔ یہ اتنی بڑی ادیبہ، فصیحہ، شاعرہ اور عالمہ تھیں کہ ان کے گھر پر دربار لگتا تھا، مدرسہ چلتا تھا، یہ وہ خواتین تھیں جن کا چہرہ آسمان بھی نہیں دیکھ پاتا تھا لیکن ان کے یہاں سے علم کا دریا بہا کرتا تھا۔

علم حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ''مادرزاد'' (ننگا) ہو جائے تب ہی علم حاصل کر پائے گا۔

یہ دور صحابہ اور دور تابعین کی خواتین تھیں، اب میں آپ کو چھٹی صدی ہجری کی بات سناتا ہوں۔

صاحب بدائع الصنائع کے استاذ نے
کتاب لکھنے کی خوشی میں اپنی صاحبزادی سے ان کی شادی کردی

فقہ حنفی کی ایک کتاب ہے جس سے کوئی عالم ،مفتی بے نیاز نہیں ہوسکتا ، اب تو الحمد للہ ہندوستان میں ملنے لگی ہے، پہلے نہیں ملتی تھی ،اس کتاب کو میں طالب علمی کے زمانہ سے بہت لینا چاہتا تھا، جب پہلی دفعہ یہاں چھپی تو میں نے اس کو خریدا، اس کا نام ہے''بدائع الصنائع'' یہ وہ فتاوی کی کتاب ہے جو چھٹی صدی ہجری میں لکھی گئی یعنی نوسوسال گذر گئے،اصل میں یہ ایک کتاب کی شرح ہے، جنھوں نے یہ کتاب لکھی اصل میں انھوں نے اپنے استاذ کی ایک کتاب کی شرح لکھی اور اس کا نام ''بدائع الصنائع'' رکھا۔ چھ موٹی موٹی جلدوں میں، باریک حروف میں،اردو میں اگر لکھی جائیں تو بارہ جلدوں میں ہو جائیں گی، کتاب لکھنے کے بعد وہ اپنے استاذ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو وہ بہت خوش ہوئے ،اتنا خوش ہوئے اتنا خوش ہوئے کہ حضرۃ الاستاذ علامہ سمرقندی نے اپنی لڑکی کی شادی انہیں سے کردی۔اور کہتے ہیں کہ: اس گھر سے جو فتوی نکلتا تھا اس پر ان کا دستخط،ان کے استاذ کا دستخط اوران کی صاحبزادی یعنی ان کی بیوی کا بھی دستخط ہوتا تھا، وہ اتنی بڑی فقیہہ ،محدثہ اور مفتیہ تھیں لیکن آسمان نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا۔

ایک واقعہ اور سن لیجئے:

بادشاہ اورنگزیب کی بہن

اورنگزیب عالمگیر کا نام سنا ہوگا؟ ان کی بہن تھیں، بہت بڑی شاعرہ تھیں، پہلے جو بادشاہ ہوتے تھے مغلوں سے پہلے اور مغلوں میں بھی ان کے یہاں پردے کا بڑا اہتمام رہا کرتا تھا،تو ایک دن ایران کا جو بادشاہ تھا وہ اپنی سلطنت میں بیٹھا ہوا تھا اور بیٹھے بٹھائے اس کے ذہن میں ایک مصرعہ آگیا ع

دُرِّ ابلق کسے کم دیدہ بود

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ چتکبرا موتی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ ایک بے معنی سا شعر ہے اس میں

کیا رکھا ہے؟ لیکن چونکہ بادشاہ کے منھ سے نکلا تھا اس لئے اس نے اپنے درباری شاعروں کو حکم دیا کہ اس میں اگلا مصرعہ لگاؤ، اس شعر کو پورا کرو۔ اب سب عاجز۔ اس نے ہندوستان کے بادشاہ اورنگزیب کے پاس بھی وہ مصرعہ بھیجا، کیونکہ یہاں بھی بڑے بڑے شاعر تھے، یہاں بھی کوئی نہ لگا پایا۔

اس طرح گھومتے گھومتے یہ مصرعہ ان کی بہن کے پاس پہنچ گیا، انھوں نے دوسرا مصرعہ لگا دیا اور ایسا مصرعہ لگایا کہ جو بے معنی مصرعہ تھا وہ بامعنی اور جاندار ہو گیا اور صرف جاندار ہی نہیں بلکہ شاندار بھی ہو گیا، مصرعہ لگایا ع

مگر اشکِ بتانِ سرمہ آلود

چتکبرا موتی کسی نے نہ دیکھا ہوگا، مگر معشوق نے جو سرمہ لگایا اور سرمہ لگا ہوا جو آنسو ٹپکا وہ چتکبرا موتی ہے، اب شعر پورا ہو گیا اور یہ شعر اس ایرانی بادشاہ کو بھیج دیا گیا، وہ بہت خوش ہوا۔

ایران سے دعوت نامہ آیا کہ ایسے شاعر کو یہاں بھیج دیجئے، ہم لوگ ان کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، اب بادشاہ کیا کرے، اس لئے کہ وہ یہ زمانہ تھوڑا ہی تھا کہ برقعہ اوڑھا اور ڈوپٹہ ڈالا اور چل دیا کہ دعوت نامہ آیا ہے، بادشاہ نے بہن کے پاس دعوت نامہ بھیجا کہ بتاؤ کیا جواب دیں؟ ان کی بہن نے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں، ہم اس کا جواب دیتے ہیں چنانچہ انھوں نے شعر سے جواب دیا۔ ہر شاعر کا الگ سے ایک نام ہوتا ہے اس کو ''تخلص'' کہتے ہیں، انھوں نے اپنا تخلص ''مخفی'' رکھا ہوا تھا، مخفی کے معنی ہیں چھپا ہوا، پوشیدہ۔ تو ظاہر ہے وہ تو چھپی ہوئی اور پوشیدہ تھیں ہی۔

آج کی عورتیں ''مستورات'' نہیں ''مکشوفات'' ہیں

یہ عورت تھیں اس زمانہ کی، آج کے دور کی نہیں تھیں، میں آج کی عورتوں کو ''مستورات'' نہیں کہتا، کیوں؟ اس لئے کہ اب یہ مستورات ہے ہی نہیں، اب تو یہ ''مکشوفات'' ہو گئی ہیں۔

برگ گل کی خوشبو کی طرح میں پوشیدہ ہوں

بادشاہ کی بہن نے جواب لکھا ؎

درسخن مخفی منم چو بوئے گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد درسخن بیند مرا

میں اپنے کلام اور شعر میں اس طرح مخفی اور پوشیدہ ہوں جس طرح پھول کی پنکھڑی میں خوشبو پوشیدہ ہوتی ہے، آپ خوشبو سونگھ سکتے ہیں، دیکھ نہیں سکتے۔

جس طرح سے برگِ گل میں اس کی خوشبو پوشیدہ ہے اسی طرح سے میں پوشیدہ ہوں تو جو میرے دیکھنے کا آرزومند ہو وہ میرے کلام میں مجھ کو دیکھ لے۔

موجودہ دور میں گھروں کے برباد ہونے کی اصل وجہ

یہ سب واقعات میں نے آپ کے سامنے اس لئے پیش کئے تاکہ ہماری بہنیں یہ سمجھیں کہ پردہ میں رہ کر کیا کیا کمالات حاصل کئے جاسکتے ہیں، لیکن ایک بات سمجھ لیجئے آج جو گھر برباد ہو رہے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ نہ شوہر اپنے فرائض اور ذمہ داری کو سمجھتا ہے اور نہ بیوی اپنے فرائض اور ذمہ داری کو سمجھتی ہے، اس کو میں اس طرح کہا کرتا ہوں جو اَب بڑھاپے میں جا کر سمجھ آئی ہے کہ بھائی دیکھئے، بیوی کو بیوی بن کر رہنا پڑے گا، اور شوہر کو شوہر بن کر رہنا پڑے گا، اگر بیوی اپنے آپ کو شوہر سمجھے گی تو گاڑی نہیں چلی گی، بیوی اپنے آپ کو بیوی سمجھے اور شوہر اپنے آپ کو شوہر سمجھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے شریف آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے شریف ہو

’’خَیْرُکُمْ خَیْرُکُم لِأَهْله و اَنا خَیر کُم لِأَهْلِی ‘‘(سنن ترمذی: ۳۸۹۵، سنن دارمی: ۲۲۶۰) تم میں سب سے شریف آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے شریف ہو اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے بیوی بچوں کے لئے شریف ہوں۔

یہ نہ ہو کہ گھر میں جو چہل بازیاں ہونی چاہئیں وہ گھر کے باہر ہونے لگیں۔ بیوی گھر میں اس طرح رہے کہ میرا شوہر مجھ کو دیکھے تو وہ خوش ہو جائے۔

شوہر حضرات کے لئے اہم ہدایات

شوہر کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ ایک ایسی چیز تھی جس کو شریعت نے ہمارے لئے ایک حرام کو حلال کر دیا ہے اور یہ ہمارے لئے پابند ہوگئی ہے، تو جب یہ ہمارے لئے پابند ہوگئی ہے تو ہمیں بھی اس کی قدر کرنی چاہئے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ ڈیڑھ لاکھ کی بائیک خریدتے ہیں تو اس کو پوچھا ضرور لگاتے رہتے

ہیں، اس کو چمکاتے رہتے ہیں اور یہ لاکھ کی نہیں، اس کی تو کوئی قیمت ہی نہیں ہے، اس کو آپ مفت میں لائے ہیں تو اس کو بھی پوچھا لگانا چاہئے، جیسے گاڑی صاف کرتے ہیں اس کا بھی چہرہ صاف کرنا چاہئے، طمانچہ سے نہیں بلکہ غمگساری، حسن کاری اور حسن اخلاق سے۔ جب ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر رہے گا تو پھر ہمارا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

شریعت میں ہر چیز کی حد مقرر ہے

یہ چیز کس طرح حاصل ہوگی؟ یہ اس طرح حاصل ہوگی جب ہمیں دین کی معلومات ہوں گی، جب ہم یہ جانیں گے کہ دین نے کیا حدود مقرر کئے ہیں۔

شریعت میں ہر چیز کی حد مقرر ہے۔ نماز سے افضل کوئی چیز نہیں ہے لیکن نماز کی بھی ایک حد مقرر ہے، کیا حد مقرر ہے؟ آپ غروب اور زوال کے وقت نماز نہیں پڑھ سکتے، بلا وضو نماز نہیں پڑھ سکتے، چار کی پانچ اور تین نہیں پڑھ سکتے، حد مقرر ہے۔

روزہ کتنی اچھی عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا بدلہ میں خود دوں گا (صحیح بخاری: ۷۴۹۲، صحیح مسلم: ۲۷۰۷) لیکن سال میں پانچ دن روزہ نہیں رکھ سکتے۔

صدقہ خیرات کرنا کتنی اچھی بات ہے لیکن یہاں پر بھی یہ کہہ دیا گیا کہ صدقہ اتنا مت کرو کہ تمہارے بچے محتاج ہو جائیں کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

اپنی اولاد کو تنگ دست بنا کر مت چھوڑو

حدیث شریف میں ہے:

”... اِنَّکَ أَن تَدعَ وَرثتکَ أَغنِیاءَ خَیرٌ من أَن تَدعهم عَالةً یَتکَفَّفُونَ النَّاس فِی اَیدِیهِم ...“ (صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب ان یترک ورثتہ اغنیاء خیر: ۲۷۴۲) تم اپنے ورثہ کو اس حال میں چھوڑو کہ ان کے پاس مال موجود ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں اس حال میں چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ ہر چیز کی حد مقرر ہے۔

موجودہ نسل کے ایمان واسلام کی حفاظت کا سامان کر جایئے

یہ حدیں کیسے معلوم ہوں گی؟ جب ہم دین کا علم حاصل کریں گے، اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم

سب علم حاصل کریں گے اور دین کا علم نہیں سیکھیں گے جو ہم کو دنیا میں اچھی زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھاتا ہے اور ہماری آخرت بھی بناتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی موجودہ نسل کی طرف توجہ کریں، ان کے ایمان اور اسلام کی حفاظت کی فکر کریں اور صرف فکر ہی نہیں بلکہ اس کا سامان بھی کریں۔ آپ یہ سمجھ لیجئے کہ ایک ماں کی گود پورے خاندان کو اور پورے خاندان ہی کو نہیں بلکہ پوری نسل کو سنوارتی ہے۔

تاتاریوں کے اسلام لانے میں عورتوں کا بڑا کردار رہا ہے

تاتاریوں نے جنھوں نے خلافت عباسیہ کے بخیے ادھیڑ دئے، ان کے وجود کا خاتمہ کر دیا اور اس طرح ظلم کئے ہیں کہ آپ اس کو پڑھ نہیں سکتے، اگر پڑھنا چاہیں گے تو آنسوؤں سے رخسارے تر ہو جائیں گے، لیکن یہی تاتاری تھے کہ ایک دن یہ اسلام کے غلام بن گئے، اورنگزیب انہیں تاتاریوں کی اولاد میں سے ہیں، ان میں بڑے بڑے اسلام کے خادم پیدا ہوئے، ان کے ایمان لانے میں عورتوں کا ہی بڑا کردار رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی دعاؤں میں بڑا اثر رکھا ہے

ہماری بہنیں اور ہماری خواتین اگر چاہیں تو شادی بیاہ کی تقریبات میں اور جو کچھ گھروں میں ہوتا ہے اچھا کردار نبھا سکتی ہیں، اگر یہ چاہیں اپنے شوہروں کو اگر چہ وہ ظالم ہوں موم اور سچا پکا مسلمان اور اللہ کا ولی بنا دیں، ان کی دعاؤں میں بڑا اثر ہوتا ہے، ان کے آنسوؤں میں بڑی تاثیر ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی آہ میں بڑا اثر رکھا ہے۔

اے نوجوانو، اپنی گھر کی خواتین کے لئے صحیح دینی تعلیم کا انتظام کرو

اس لئے بزرگو، دوستو، نوجوانو آپ اپنی بیویوں کو، اپنی بیٹیوں کو، اپنی بہنوں ماؤں کے لئے اس کی فکر کیجئے کہ ان کے اندر اسلام کی صحیح تعلیم پیدا ہو، صحیح تعلیم دینے کے لئے جو بھی شکل پیدا ہو، خواہ چھوٹی بچیوں کے لئے مکاتب قائم کر کے اور بڑی عمر کی خواتین کے لئے ہفتہ میں، پندرہ دن میں، مہینہ میں اور جس طرح بھی مناسب ہو اس طرح کے دینی مجالس کا انتظام کر کے، کتابیں سنوا کر کے اور صرف سنائی ہی نہ جائیں بلکہ اس طرح سنائی جائیں کہ ان کو یاد ہو جائیں اور اس پر عمل کرنے کرانے کی کوشش

کی جائے۔

عورتیں بارگاہ خداوندی میں آنسو ٹپکا کر کے اپنی دعائیں قبول کراسکتی ہیں

جب آپ خود معلوم کریں گے اور اس پر عمل کریں گے تو آپ کے گھر کی خواتین بھی معلومات حاصل کریں گی اور اس پر عمل پیرا ہوں گی اور پاکیزہ بنیں گی، اس لئے میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آپ خود پاکیزہ بنیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ شوہر نمازی ہو اور بیوی سے نماز پڑھنے کے لئے نہ کہے۔ آخر کتنے دن بیوی نماز نہ پڑھے گی، اور ہماری بہنیں نمازی ہوں تو اس کا شوہر کتنے دن بے نمازی رہے گا؟ ساری بات اس کی مانتا ہے اور صرف نماز پڑھنے کی بات اس کی نہ مانے گا؟ اگر یہ منانے پر آجائیں گی تو بے نمازی شوہر کو نمازی بنادیں گی، شرابی سے شراب چھڑادیں گی، کس طرح؟ اپنی خاص توجہ سے، اپنی بات سے، اپنی محبت سے اور اس طرح سے کہ بارگاہ خداوندی میں آنسو ٹپکا کر کے، دعا کرنے سے۔ وہ اللہ بڑا غفور اور بڑا کریم ہے، مقلب القلوب ہے، دلوں کو پھیر دینے والا ہے۔

یہ باتیں جو عرض کر رہا ہوں یہ سب اس آیت کی شرح ہے جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھی اور اس آیت کی رو سے ان سب باتوں پر عمل کرنا ہمارے اور آپ کے اوپر فرض ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانا فرض ہے

”یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ“

(سورۂ تحریم:۶) اے ایمان والو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ وہ جب حکم دے رہے ہیں ”بچاؤ“ تو بچانا فرض ہو گیا۔ اور بچانے کا جو طریقہ اور جو وسائل ہیں، اس کے جو اسباب ہیں اس پر عمل کرنا فرض ہو گیا، اور وہ اسباب یہی ہیں کہ ہم دین کی تعلیم کو عام کریں۔

دنیا کے ساتھ دین پڑھایئے تاکہ دنیا کا صحیح استعمال کرنے کا سلیقہ آجائے

میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا نہ پڑھئے، خوب پڑھئے، خوب پڑھایئے، دنیا پڑھانا بھی ضروری ہے اس لئے کہ ہمیں اسی دنیا میں رہنا ہے لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ دین پڑھادیں تاکہ دنیا کا صحیح

استعمال ہو سکے۔ بڑے بڑے دنیا دار اور صاحب جائیداد لوگ تھے لیکن وہ اپنے پیچھے نالائق اولاد چھوڑ گئے، وہ سب کچھ تباہ و برباد کر کے فقیر و قلاش بن گئے، اور اسی میں بعض ایسے تھے جن کے پاس کچھ نہیں تھا لیکن وہ بہت کچھ بن گئے۔

لائق اولاد چھوڑ کر جایئے

کوشش کیجئے کہ لائق اولاد چھوڑ کر جایئے، قرآن کریم ہم سے مطالبہ کرتا ہے "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ أَھْلِیْکُمْ نَاراً" اے ایمان والو، اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ، اس لئے کہ وہ آگ ببول کی لکڑی سے نہیں جلے گی، بلکہ وہ جلے گی "الناس" لوگوں سے۔ یہ انسان اس کے ایندھن ہوں گے، اور یہ پتھر جن کے بت بنا کر، تراش کر ان کی پرستش کی جاتی ہے یہ بھی اس آگ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

اے بیٹو، میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام سنا ہوگا؟ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا، سورۂ بقرہ میں ہے "اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ" اپنی اولاد کو بلایا اور ان سے کہا:

"مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ؟" میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

یہ نہیں کہا کہ میرے بعد کیا کرو گے؟ لڑنا بھڑنا نہیں، اور بٹوارہ صحیح صحیح کرنا، یہ نہیں کہا۔ بلکہ یہ کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

آج سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ہم جب آنکھ بند کریں تو کم از کم اپنی حد تک یہ اطمینان ہو کہ ہم جس اولاد کو چھوڑ کر جا رہے ہیں یہ اللہ کی پجاری رہے گی۔ اسلام اور ایمان پر قائم رہنے والی نسل ہوگی۔

قرآن کا حکم: تمہیں مسلمان ہونے ہی کی حالت میں موت آنی چاہئے

نکاح میں جو آیت پڑھی جاتی ہے اس میں ایک یہ ہے کہ "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْن" (سورۂ آل عمران:۱۰۲) اے ایمان والو، اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان رہو۔ نکاح کے موقع پر یہ آیت کیوں پڑھی جاتی ہے؟

کوئی وجہ تو ہے؟ نکاح ہو رہا ہے اولاد پیدا کرنے کے لئے، تو دیکھو تمہاری موت اسلام کی حالت میں ہونی چاہئے، مسلمان ہونے کی حالت میں ہونی چاہئے۔

یہ ہمارے اوپر دینی ذمہ داری بھی ہے اور دنیا میں بھی اگر ہم عزت کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو بھی ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس اطمینان کے ساتھ رخصت ہوں کہ ہماری آنے والی نسل مسلمان رہے گی۔

دنیا گذرنے جانے والی چیز ہے

بھائی دیکھئے دنیا تو گذر جانے والی چیز ہے۔

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہ دنیا تو گذر جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے روزی کا ذمہ لیا ہے، وہ سب گذر جائے گی، لیکن ہمیں دین کی فکر ہونی چاہئے کہ ہمارا دین صحیح وسلامت رہے، دین کی رحمت و برکت سے اللہ تعالیٰ رحمتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں انشاء اللہ۔

جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں

آپ مسجد میں تشریف لائے ہیں تو یہ دعا پڑھ کر آئے ہیں:

''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ'' اور جب مسجد سے نکلتے ہیں تو کہتے ہیں:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ''، ''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ'' میں ایک جملہ اور ہے: ''وَ سَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِکَ'' اے اللہ ہمارے لئے رزق کے دروازے آسان فرمادے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی سکھا رہے ہیں کہ دیکھو، جب مسجد میں آؤ تو اس طرح ہم سے دعا کرو، تمہارا یہ کہنا ہم کو اچھا لگتا ہے، ہم تو تمہارے لئے رحمت کے دوازے کھول ہی دیں گے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ لَمْ يَسْئَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ'' جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتے ہیں، اور یہاں ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارا بچہ، ہمارا پوتا دن میں پانچ بار ٹافی مانگ لے تو ہم غصہ ہو

جاتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سے نہ مانگو گے تو ہم غصہ ہو جائیں گے۔

اس لئے ہمارے بھائیو، ہماری بہنو، ہمارے بچو اور بچیو، اللہ سے مانگو، اللہ سے اپنی عافیت اور سلامتی مانگو۔

آیئے دعا کرلیں کہ جو کچھ کہا اور سنا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے اندر دین کی ضرورت اور اس کی اہمیت کا احساس پیدا کردے اور اللہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس سے وہ راضی ہو جائیں۔رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَة وَّ فِی الآخِرَةِ حَسَنَة وَّ قِنَا عَذَابَ النَّار ، رَبَّنَا اِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْ بَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّئٰتِنَا وَ تَو فَّنَا مَعَ الْاَبْرَار ،اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَا فِيَة فِی الدُّنْيَا وَالآخِرَة ،اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْئَلُکَ الْعَفُو وَ الْعَافِيَةِ فِی دِيْنِیْ وَ دُنْيَا یَ وَ أَهْلِیْ وَ مَالِیْ ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَ آمِنْ رَوْعَاتِیْ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِم، اَللّٰهُمَّ لَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَن لَّا يَرْحمنا، اَللّٰهُمَّ لا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَن لَّا يَرْحمنا، اَللّٰهُمَّ لا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَن لا يرحمنا،اَللّٰهُمَّ لا تَدَعْ لَنَا ذَنْبا اِلَّا غَفَرْ تَه وَ لا هَمّاً اِلَّا فَرَّجْتَه وَ لا دَيْناً اِلَّا قَضَيْته وَ لَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالآخِرة اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَم الرَّاحِمِيْن،اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ سَهِّلْ لَنَا اَبْواب رِزْقِکَ ، اَللّٰهُم زِدْنَا وَ لَا تَنْقُصْنَا وَ أَكْرِمْنَا وَ لا تُهِنَّا وَ أَعْطِنَا وَ لَا تَحْرِمْنَا وَ آثِرْنَا وَ لَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَ أَرْضِنَا وَ ارْضَ عَنَّا.يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِيْث يَا ذَا الْجَلال وَ الْاِكْرَام يَا ذَالْجَلال وَ الْاِكْرَام يَا ذَا الْجَلال وَ الْاِكْرَام، رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعِ الْعَلِيْم وَ صَلَّى اللّٰه تَعَالیٰ عَلَى خَيْر خَلْقِه مُحَمَّدو آلِه وَ اَصْحَابِه اَجْمَعِيْن بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن.

خواتین اسلام جوعلم وفضل، ادب وآگہی اور ہدایت ومعرفت کا منبع ومرکز تھیں

سیریز (۲۵)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد اور خواہر نسبتی
حضرت حَمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری

حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ''ام حبیبہ'' تھی۔

حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔

حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتی بہن (سالی) ہیں۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت مصعب بن عمیر تھے جو غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے دوسری شادی کی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے (عشرہ مبشرہ ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کہتے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دیدی تھی)۔

حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ غزوۂ احد میں اسلامی لشکر کے ساتھ تھیں، پیاسوں کو پانی پلانے، زخمیوں کو اٹھانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے میں بہت سرگرم رہتی تھیں۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبد اللہ بن جحش، ماموں حضرت حمزہ بن عبد

المطلب اور شوہر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم اجمعین غزوۂ احد میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

شوہر کے بارے میں آنحضور صلی اللہ کا فرمان

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کو بھائی اور ماموں کی شہادت کی خبر دی گئی تو خبر سن کر اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھی اوران دونوں حضرات کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور جب شوہر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کا شوہر اس کے یہاں ایک خصوصی درجہ رکھتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی البکاء علی المیت: ۱۵۹۰)

نسب نامہ:

حضرت حمنہ کا نام: حمنہ، ام حبیبہ کنیت،قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب اس طرح ہے:

’’حمنہ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ‘‘۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ مکرمہ

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کی بہن تھیں، اس رشتہ سے حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے والد جحش بن رباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھا بھی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر بھی تھے،ان کی بیٹی زینب بنت جحش ام المومنین ہیں۔

حضرت حمنہ کے پہلے شوہر حضرت مصعب بن عمیرؓ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کے خاندان بنو عبدالدار سے تھے، ان کا نسب

اس طرح ہے:

''مصعب بین عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی بن کلاب بن مرہ قرشی عبدری''

ان کے والد گرامی کا نام حضرت عمیر بن ہاشم اور والدہ محترمہ کا نام حنّاس بنت مالک ہے، ان کا شمار مکہ کے مال دار خواتین میں ہوتا تھا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت مصعب کا شمار فضلائے صحابہ میں ہوتا ہے، وہ ''سابقون اولون'' میں سے تھے، انھوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''دار ارقم'' میں قیام پذیر تھے، حضرت مصعب نے اسلام لانے کے بعد اپنے اسلام کو اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے چھپائے رکھا، کبھی کبھی چھپ چھپا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے، ایک دفعہ عثمان بن طلحہ العبدری نے ان کو نماز کی حالت میں دیکھ لیا اور ان کے خاندان والوں کو بتا دیا، ان لوگوں نے حضرت مصعب کو گھر میں قید کر دیا، بعد میں وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے عقبہ اولیٰ کے بعد وہ مدینہ والوں کو نماز اور قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے مدینہ آ گئے تھے۔

مدینہ والے انہیں ''معلم القرآن'' کہتے تھے، مشہور صحابی حضرت اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما انہیں کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی پرورش بڑے ہی ناز و نعمت میں ہوئی تھی، ان کی والدہ ان کو بہترین لباس زیب تن کراتی تھیں، خود حضرت مصعب رضی اللہ عنہ عمدہ خوشبو اور حضرموت کے بنے ہوئے جوتے پہنا کرتے تھے۔

معروف کتاب ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے خود کو ایسی مشقت و ریاضت میں ڈال دیا کہ ان کے جسم سے کھال اس طرح اتر گئی تھی جس طرح سانپ کی کینچلی اتر جاتی ہے۔

مکہ میں مصعب سے بڑھ کر کوئی ناز و نعمت میں نہیں پلا

صاحب اسد الغابہ نے علامہ واقدی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

مصعب مکہ کے حسین وجمیل اور دولت مند نوجوان تھے، ان کی والدہ انہیں عمدہ پوشاک پہناتی

اور وہ بہترین خوشبو استعمال کرتے تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ میں نے مکہ میں مصعب سے بڑھ کر اور کوئی آدمی ناز ونعمت میں پلا ہوا اور سجا سجایا نہیں دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب بن عمیر زیارت کے لئے حاضر ہوئے، ان کے جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی جس میں چمڑے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گذشتہ حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے جو صبح کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا زیب تن کرتا ہے اور شام کو دوسرا۔اور اس کے آگے ایک پیالہ رکھا جاتا ہے اور پھر دوسرا، اور اپنے گھروں پر یوں غلاف چڑھاتے تھے جس طرح کعبے پر چڑھایا جاتا ہے۔حاضرین نے جواب دیا، یا رسول اللہ! ہمارے موجودہ حالات کئی لحاظ سے بہتر ہیں۔ اب ہمیں عبادت کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے اور ہم کئی الجھنوں سے بچ جاتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ تم آج کل سے بہتر حالت میں ہو۔(اسد الغابہ)

مگر مصعب ایسے آدمی تھے جو...

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اس کے اجر کی توقع اللہ تعالیٰ سے رکھی، کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں زندگی میں اس اجر سے کچھ نہ ملا اور وہ فوت ہو گئے، بعض ایسے لوگ تھے جن کے پھل پک گئے تھے اور انھوں نے لوگوں کو تحفۂ دئے مگر مصعب ایسی آدمی تھے جو فوت ہو گئے اور ان کا سارا ترکہ ایک ایسی چادر تھی جس سے اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔(اسد الغابہ)

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی لاش

کے پاس کھڑے ہوئے، وہ منھ کے بل زمین پر گرے پڑے تھے، جنگ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ان کے پاس تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

''مِنَ الْمُوْ مِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا للّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضىٰ نَحْبَه وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً'' بلا شبہ اللہ کا رسول اس کا گواہ ہے کہ تم قیامت کے دن شہیدوں میں ہو گے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! آؤ، ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو، اللہ کی قسم! قیامت تک جو شخص بھی ان پر درود و سلام بھیجے گا یہ اس کا جواب دیں گے۔(اسد الغابہ)

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی دوسری شادی

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے شادی کی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ بھی السابقون الاولون اور عشرۂ مبشرہ میں سے تھے، یہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں اپنی جان کی بازی لگا دی تھی، اپنے ہاتھوں کو بطور ڈھال کے بنا دیا تھا جو زخموں سے بھر گئے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ کے ہم زلف (سالی کے شوہر) تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے چار طرف سے ہم زلف تھے، یعنی طلحہ بن عبید اللہ کی چار بیویاں امہات المؤمنین کے بہنیں تھیں، پہلی بیوی حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، دوسری حضرت حمنہ بنت جحش ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، تیسری حضرت فارعہ بنت ابی سفیان ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، اور حضرت رقیہ بنت ابی امیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے حسن اخلاق اور عمدہ معاشرت نیز بیوی بچوں کے ساتھ لطف و مہربانی سے زندگی بسر کرنے کی وجہ سے اپنے اہل و عیال میں بہت محبوب تھے، ان کے بیوی بچے

ان سے نہایت محبت کرتے تھے، اسی حسن معاشرت کی وجہ سے عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ''ام ابان'' نے ان سے نکاح کیا باوجودیکہ ام ابان سے نکاح کرنے کے لئے بڑے بڑے معزز صحابہ کرام نے جس میں حضرت علی رضی اللہ بھی شامل ہیں پیغام دیا لیکن انھوں ان میں سے حضرت طلحہ کا انتخاب فرمایا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردے کے پیچھے سے ان سے وجہ دریافت فرمایا تو حضرت ام ابان کا جواب تھا کہ میں طلحہ کے اوصاف حمیدہ سے واقف ہوں، وہ گھر آتے ہیں تو ہنستے ہوئے، باہر جاتے ہیں تو مسکراتے ہوئے، کچھ مانگو تو بخل نہیں کرتے، اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے، اگر کوئی کام کردو تو شکر گذار ہوتے ہیں اور خطا ہو جائے تو معاف کردیتے ہیں۔

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے دو نامور بیٹے ہوئے، ایک محمد بن طلحہ اور دوسرے عمران بن طلحہ۔

حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا کو نفل نمازیں پڑھنے کا بڑا شوق تھا، جب ان کو نیند ستانے لگتی تو وہ مسجد کے ستون میں رسی سے سہارا لگا لیتیں، ابوداؤد کی روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''عن انس قال : دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد ، و حبلٌ ممدودٌ بين ساريتين ، فقال : ما هذا الحبل ؟ فقيل : يا رسول الله ! هذه حمنة بنت جحش تصلى ، فاذا أعُيَت تعلقت به، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لتصل ما أطاقت ، فاذا أعيت فلتجلس ، قال زياد : فقال : ماهذا ؟ فقالوا: لزينب تصلى ، فاذا كسلت أو فترت أمسكت به، فقال :حلّوه ، فقال : ليصل أحدكم نشاطه ، فاذا كسِل أو فتر فليقعد''

(سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب النعاس في الصلاة:۱۳۱۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور دوستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی، دریافت فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ کہا گیا: اے اللہ کے رسول، یہ حمنہ بنت جحش نماز پڑھتی ہیں، جب تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک طاقت ہو نماز پڑھیں اور جب تھک جائیں تو بیٹھ جائیں۔ زیاد نے روایت کیا: آپ صلی للہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کہنے لگے یہ زینب کی ہے، نماز پڑھتی رہتی ہیں، جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اسے تھام لیتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کھول دو، تمہیں چاہئے کہ جب تک چستی سے نماز پڑھی جائے پڑھو، جب سستی محسوس کرو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔

حضرت حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث
عورتوں کے مخصوص مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص گفتگو

مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے:

”عمران بن طلحة عن امه حمنة بنت جحش قالت : كنت أُستحاض حيضة شديدة كثيرة ، فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أستفتيه و أخبره ، فوجدته في بيت اختي زينب بنت جحش ، فقلتُ : يارسولَ الله ، اني امرأة استحاض حيضة كثيرة شديدة فما ترى فيها ؟ قد منعتني الصلاة و الصيام ، فقال : أنعت لك الكر سف ، فانه يُذهب الدم، قالت: هو اكثر من ذلك ، قال : فا تخذي ثوباً، قالت: هو أكثر من ذلك انما أثُجُّ ثجّاً قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سآمركِ بأمرين أيَّهما فعلْتِ أجزأ عنك من الآخر، وان قويتِ عليهما فأنت أعلمُ، قال لها : انما هذه رَكْضة من رَكَضات الشيطان ، فتحيضي ستة أيام ، أو سبعة آيام فى علم الله ، ثم اغتسلي ، حتى اذا رأيت أنك قد طَهُرتِ واستنقأتِ فصلي ثلاثاً و عشرين ليلة ، أوأربعاً و عشرين ليلة و أيامها ، و صو مي، فان ذلك يَجْزيكِ، و كذلك فافعلي في كل شهر، كما تحيض النساء و كما يطْهُرنَ، بميقات حَيْضِهِنَّ و طهرِهنَّ ، و ان قويت على أن تؤخري الظهر و تعجلي العصر فتغتسلين

وتجمعين بين الصلاتين الظهر و العصر ، و تؤخرين المغرب و تعجلين العشاء ، ثم تغتسلين و تجمعين بين الصلاتين فافعَلِي ، وتغتسلين مع الفجر فافعلي ، و صو مي ان قدرتِ علی ذٰلک قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا أعجب الأمرين اليَّ ''(مسند احمد:۲۸۰۲۲(۲۷۴۷۴)۔ابوداؤد،اذا أقبلت الحیضة تدع الصلاۃ:۲۸۷،واللفظ لہ۔ترمذی:۱۲۸۔ابن ماجہ:۶۲۲)

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے بہت زیادہ خون آتا تھا تو میں مسئلہ پوچھنے اور حالات بتانے کی غرض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور میں نے آپ کو اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بہت زیادہ خون آتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق کیا فرماتے ہیں کیونکہ میں تو نماز روزہ کے قابل نہیں رہ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے روئی رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں، اس سے خون ختم ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تو اس سے زیادہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب لنگوٹ کی شکل میں باندھ لے۔ میں نے عرض کیا وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کپڑا استعمال کر۔ میں نے عرض کیا وہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے، میری تو خون کی دھار بندھی رہتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتیں بتاتا ہوں کہ ان میں سے ایک بھی کافی ہے اگر تو دونوں پر عمل کرسکتی ہے تو تو جان۔ آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو شیطان کا چوکا ہے لہٰذا تو اپنے آپ کو چھ یا سات دن تک حائضہ سمجھ کر غسل کر اور جب تو اپنے کو پاک صاف سمجھ لے تو تیئیس (۲۳) یا چوبیس (۲۴) روز نماز ادا کر اور روزے رکھ یہ تجھے کافی ہے۔ اور جس طرح عورتیں حیض وطہر کے اوقات میں کرتی ہیں اس طرح تو بھی ہر ماہ کرلیا کر۔

اور اگر تو یہ کرسکتی ہے تو یہ کرلے کہ ظہر کی نماز کو مؤخر اور عصر کی نماز کو مقدم کر اور غسل کر کے ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرلے یعنی دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھ اور پھر اس طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کر اور غسل کر کے دونوں کو جمع کر اور ایک غسل فجر کی نماز کے لئے کر۔ اگر تو ایسا کرسکتی ہو تو

پھر ایسا ہی کئے جا اور روزے رکھتی رہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دوسری بات مجھے زیادہ پسند ہے۔

وفات

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی تاریخِ وفات کے بارے میں تاریخ خاموش ہے، البتہ تاریخ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بعد انتقال ہوا ہے۔ رضی اللہ عنہا (آمین)

مراجع:

۱۔ مسند احمد، بیت الافکار الدولیۃ
۲۔ بخاری، دارالسلام للنشر والتوزیع
۳۔ مسلم، دارالسلام للنشر والتوزیع
۴۔ سنن ابوداؤد
۵۔ جامع ترمذی
۶۔ المعجم الکبیر للطبرانی،
۷۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ اردو، علامہ ابن حجر عسقلانی، مکتبہ رحمانی لاہور
۸۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، مؤرخ ابن اثیر، المیزان، اردو بازار، لاہور
۹۔ اعلام النبلاء للذہبی، بیت الافکار الدولیۃ
۱۰۔ اعلام النساء، عمر رضا کحالہ
۱۱۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام
۱۲۔ دلائل النبوۃ۔ بیہقی
۱۳۔ الاستیعاب۔ حافظ ابن عبد البر

تخریج شدہ جدید اور خوبصورت ایڈیشن

سنت و بدعت

حقائق اور واقعات کی روشنی

تصنیف: صاحب الفضیلۃ الاستاذ الشیخ علی محفوظؒ

ترجمہ: مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم

تخریج وتحقیق: ڈاکٹر محمد ضیاء الدین مظاہری

ملنے کا پتہ: مکتبہ الاشرف۔ آزادنگر، کرامت کی چوکی، کریلی۔ الہ آباد۔ موبائل: 7839216040

اسلام کے غدار
دوست کی شکل میں دشمن جو آستین کے سانپ تھے

غداروں کا سردار حسن بن صباح

مولانا محمد اسماعیل ریحان

صدیوں پرانی بات ہے کہ ایران کے ایک نامور عالم دین امام موثق الدین کی درسگاہ میں تین طالب علم اپنی نصابی تعلیم کے آخری مرحلے میں تھے۔

یہ تینوں غیر معمولی ذہین اور قابل تھے۔

کچھ مدت بعد ان کی تعلیم مکمل ہوئی تو وہ مچلتی امنگوں، بلند عزائم اور اساتذہ کی دعاؤں کے ساتھ درس گاہ سے رخصت ہوئے۔

تینوں نے الگ الگ راستہ اختیار کیا اور دور دراز کے شہروں کی طرف چل دئے۔

ان میں ے ایک طالب علم کو ریاضی (میتھ)، فلسفے، اور شاعری سے خاص دلچسپی تھی، اس نے انہیں شعبوں میں طویل عرصہ تک جدوجہد کیا، اور آخرکار دنیا کے گنے چنے ریاضی دانوں، شعروں اور فلسفیوں کی صف میں جا کھڑا ہوا، آج بھی دنیا اسے ''عمر خیام'' کے نام سے جانتی ہے اور یورپ کی یونیورسٹیوں میں اس کے فلسفے پر مستقل شعبے قائم ہیں۔

دوسرا طالب علم اس سے بھی زیادہ خوش قسمت نکلا۔

اسے اپنے وقت کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے دربار میں ملازمت مل گئی۔

یہ سلجوقی سلطنت کہلاتی تھی، جس کی حدود وسط ایشیاء، خراسان، ایران اور عراق کے علاوہ موجودہ ترقی کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ طالب علم اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر آخرکار سلطنت سلجوقیہ کے بادشاہ سلطان ملک شاہ کا وزیر اعظم بن گیا اور نظام الملک طوسی کے نام سے مشہور ہوا۔

اس نے سلجوقی سلطنت کا نظام اس خوبی سے چلایا کہ ہر طرف سکھ اور چین کا دور دورہ ہو گیا۔

علم وادب کی بہار آ گئی۔

لوگ اسے دعائیں دینے لگے۔

اس نے بغداد میں دنیا کا سب سے بڑا دارالعلوم تعمیر کرایا جو ''مدرسہ نظامیہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

❁❁❁

تیسرا طالب علم!!!

تیسرا طالب علم سب سے زیادہ ہوشیار اور تیز طبع تھا، مگر اس کے خیالات منفی قسم کے تھے، اس کا نام حسن صباح تھا۔

وہ بڑائی کا خواہش مند تھا اور کسی کی پیروی کو اپنے لئے عار سمجھتا تھا۔ اپنے اس مزاج کی وجہ سے ایک مدت تک وہ کوئی کام نہ کر سکا اور مارا مارا پھرتا رہا۔

انہی دنوں اسے معلوم ہوا کہ اس دوست نظام الملک سلجوقی سلطنت کا وزیر بن چکا ہے۔

فوراً شاہی محل پہنچ گیا، ملازمت کی درخواست دیدی۔ دوستی کی لاج رکھتے ہوئے نظام الملک نے اسے ایک بڑے عہدے پر فائز کر دیا۔

ایک دن سلطان ملک شاہ نظام الملک سے کہنے لگا:

''تم ایک ایسی رپورٹ تیار کرو جس میں تمام صوبوں کے ہر ہر شعبے کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل ترتیب وار آ جائے''

''جی بہتر'' نظام الملک نے ادب سے جواب دیا۔

''یہ کام کتنے دن میں ہو جائے گا؟'' ملک شاہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''بادشاہ سلامت، اس کام میں دو برس لگیں گے''۔

نظام الملک نے کام کی وسعت اور مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ وہ ان مشکلات کی وضاحت کرتا، حسن صباح بول پڑا:

''حضور، اگر آپ یہ کام میرے حوالے کر دیں تو خادم صرف چالیس دن میں اسے انجام دے سکتا ہوں۔''

یہ کہتے ہوئے حسن بن صباح نے نظام الملک پر ایک طنزیہ نگاہ ڈالی، دراصل وہ نظام الملک طوسی کے مرتبے سے جلتا تھا اور اسے ذلیل کرنا چاہتا تھا۔

مَلِک شاہ نے حیران ہوکر حسن بن صباح کو دیکھا اور پھر کچھ سوچ کر یہ کام اسی کے حوالے کر دیا۔ اس طرح نظام الملک پر بھرے دربار میں نااہلیت کا الزام لگ گیا مگر وہ خاموش رہا۔

چالیس دن بعد حسن صباح نے ایک لمبی چوڑی رپورٹ بادشاہ کی خدمت میں پیش کی۔

نظام الملک ایک طرف اپنی قسمت کے فیصلے کا انتظار کر رہا تھا، وہ سوچ رہا تھا، اگر یہ رپورٹ بادشاہ کو اچھی لگی تو مجھے نااہل قرار دے کر ملازمت سے برطرف کر دیا جائے گا۔

مگر ملک شاہ بھی بڑا جہاں دیدہ اور عالم فاضل حکمران تھا، اس نے رپورٹ کے چند صفحات پلٹنے کے بعد حسن بن صباح سے اس کے کچھ امور کی تفصیل پوچھی، حسن صباح کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، وہ کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکا، اس کا مطلب یہ تھا کہ رپورٹ درست اور حقائق پر مبنی نہ تھی۔

یہ منظر دیکھ کر نظام الملک نے عرض کیا:

''بادشاہ سلامت، انہیں مشکلات کے پیش نظر میں نے دو سال کا وقت مانگا تھا تاکہ ہر ہر چیز کی اچھی طرح تحقیق کی جا سکے۔''

بادشاہ نے اسی وقت حسن صباح کو دربار سے نکال دیا اور نظام الملک کا مرتبہ مزید بڑھ گیا۔

قلعہ ''الموت''

حسن صباح نے نظام الملک اور سلجوقی سلطنت کی دشمنی دل میں رکھ لی۔ اب وہ خود ایک مضبوط قوت بن کر انہیں ختم کرنا چاہتا تھا۔

انہی دنوں اسے ایک باطل فرقے ''فرقہ اسماعیلیہ'' کے افراد سے رابطہ کا موقع مل گیا اور یہ اس فرقے میں شامل ہو گیا، رفتہ رفتہ یہ اس فرقے کا مذہبی پیشوا بن گیا، اب اس نے شمالی ایران کے بلند و بالا کوہستان میں ''الموت'' نامی ایک قلعے کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہاں اس نے اسماعیلی فرقے کے عقائد میں کچھ تبدیلیاں کر کے ''باطنیہ'' کے نام سے ایک نیا فرقہ بنایا۔

قلعہ الموت دشوار گذار پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت بلند چوٹی پر واقع تھا، اس لئے کسی فوج

کا اس پر قبضہ کرنا بہت مشکل تھا، حسن صباح نے اس محفوظ ترین جگہ پر ایک عجیب پروگرام ترتیب دیا، تاکہ اپنے پیروکاروں کو مکمل طور پر اپنی مٹھی میں رکھ سکے۔

اس نے اونچی دیواروں میں گھرا ہوا ایک نہایت خوبصورت باغ بنوایا، اس باغ میں داخل ہوتے ہی ہر طرف وسیع سبزہ زار، طرح طرح کے درخت، رنگا رنگ پھول اور ٹھنڈے میٹھے پانی کے چشمے دکھائی دیتے تھے...

اس کے نہایت خوبصورت محلات، انسان کو حیران کر دیتے تھے۔ یہاں سینکڑوں قسم کے پرندوں کی چہکار گونجا کرتی تھی اور خدمت گار باندیاں ناچ گانے، موسیقی اور شراب کے ساتھ لوگوں کا دل بہلانے کے لئے موجود رہتی تھیں۔

حسن بن صباح نے اس جگہ کو ''جنت'' کا نام دیا تھا، اسے جن لوگوں سے کوئی اہم کام لینا ہوتا تھا، انہیں بھنگ پلا کر بے ہوش کر دیا جاتا اور پھر اس نقلی جنت میں لا کر کچھ دن خوب عیش وعشرت میں رکھا جاتا، کچھ دنوں بعد انہیں بے ہوش کر کے دوبارہ حسن بن صباح کے سامنے پیش کیا جاتا، وہ ان سے کہتا:

''اگر جنت میں دوبارہ جانا چاہتے ہو تو ہمارے حکم پر جان فدا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں کو ''فدائی'' کہا جاتا۔

حسن بن صباح نے ان فدائیوں کے ذریعے عالم اسلام کی بڑی قیمتی شخصیات اور اپنے بہت سے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارا، اس کی کارستانیوں سے پورے عالم اسلام کے حکمران، امراء علماء اور نامور شخصیات کا جینا دوبھر ہو گیا۔

❁❁❁

ملک شاہ بھی حسن صباح کی سیاہ کاریوں سے تنگ آچکا تھا، اس نے نظام الملک طوسی کو ایک لشکر دے کر حسن بن صباح کی سرکوبی کے لئے ''الموت'' کی طرف روانہ کیا۔

حسن بن صباح نے یہ اطلاع پا کر ایک ''فدائی'' کو نظام الملک کو شہید کرنے کا کام سونپ دیا۔

رمضان کا مہینہ تھا، لشکر ایک جگہ رکا ہوا تھا اور مغرب کا وقت ہو چکا تھا، نظام الملک افطار سے فارغ ہو کر اپنے خیمے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ یہ فدائی فقیر کی سی صورت بنا کر سامنے آ گیا، نظام الملک نے

اسے فریادی اور مصیبت زدہ سمجھ کر قریب بلالیا، فدائی آگے بڑھا اور پلک جھپکتے ہی ایک تیز دھار خنجر نظام الملک کے سینے میں گھونپ دیا۔ وار اتنا کاری تھا کہ نظام الملک نے وہیں دم توڑ دیا۔

نظام الملک طوسی نے تیس سال وزارت کی خدمات انجام دی تھیں، ان کی عمر ستہتر سال تھی، نظام الملک کے قتل کے بعد حسن بن صباح نے عالم اسلام کی اور کئی نامور شخصیتوں کو اسی طرح قتل کرایا۔

۵۱۸ھ مطابق ۱۱۲۴ء میں حسن بن صباح مر گیا مگر اس کے جانشینوں نے اس کا کام جاری رکھا، ''الموت''، قلعے پر کئی حکمرانوں نے فوج کشی کا منصوبہ بنایا، مگر کوئی اس قلعے کو فتح نہ کر سکا۔

سلطان شہاب الدین غوری جیسے نامور مسلم سلاطین حسن بن صباح کے فدائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے، سلطان صلاح الدین جیسے مجاہد پر انھوں نے قاتلانہ حملے کئے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق علماء ان کی دھمکیوں کی گونج اور خنجروں کے گھیرے میں زندگی بسر کرتے رہے۔

حسن بن صباح کی غداری کا بویا ہوا کڑوا پھل تقریباً دوصدیوں تک امت مسلمہ کے لئے وبال جان رہا، آخر کار ۶۵۶ھ میں جب ہلاکو خان نے عراق پر حملہ کیا تو اس دوران اس کا گذر قلعہ الموت سے ہوا۔ اس کے حکم پر تاتاریوں نے اس قلعے پر قبضہ کرلیا اور اس کے تمام افراد کو قتل کر کے باطنیوں کے اس مرکز کا خاتمہ کردیا۔ اس طرح غداروں کی یہ کھیپ ایک کافر حکمران کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچی۔ ۞

اللہ کی پکار

اے لوگو!!!

زیر نگرانی: **مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم**

تمام انسانوں کے جسم وروح کو لرزا دینے والی کتاب

ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں

اور دوسرے انسانوں تک پہنچانے کی کوشش کریں

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الاشرف۔ آزاد نگر، کرامت کی چوکی، کریلی۔ الہ آباد۔ موبائل: 7839216040

ایک عربی مصنف کی کتاب ''استمتع بحیاتک'' کے اردو ترجمہ سے

مخفی عبادت

پروفیسر محمد عبدالرحمٰن العریفی

دس برس ہوتے ہیں، بہار کی ایک خنک رات میں اپنے دوستوں کے ساتھ صحرا میں تھا، ہماری گاڑی خراب ہوگئی تھی جس کی وجہ سے مجبوراً ہمیں بے آب و گیاہ صحرا میں، کھلے آسمان کے نیچے رات گذارنی پڑی۔

ہمیں بخوبی یاد ہے، ہم نے آگ جلائی تھی جس کے گرد دائرہ بنائے ہم رات گئے تک خوش گپیوں میں مصروف رہے جب رات خاصی گذر گئی تو ہمارا ایک ساتھی چپکے سے کھسک گیا، وہ نیک آدمی تھا اور مخفی عبادت کیا کرتا تھا، میں نے بارہا دیکھا تھا کہ وہ سویرے ہی جمعہ پڑھنے نکل کھڑا ہوتا اور اکثر مسجد کا دروازہ کھلنے سے پہلے وہاں موجود ہوتا۔

جاتے ہوئے وہ پانی کا برتن ساتھ لے گیا، میں سمجھا شاید پیشاب کرنے گیا ہے، خاصی دیر کے بعد جب وہ نہ آیا تو میں اس کے پیچھے گیا، میں نے دیکھا کہ وہ ساتھیوں سے دور، تنہا، رات کے اندھیرے میں جسم پر موٹی چادر لپیٹے ننگی زمین پر سجدہ ریز اپنے رب کی خوشامد کر رہا ہے۔ صاف نظر آتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور اللہ بھی یقیناً اس سے محبت کرتا ہوگا۔ اس مخفی عبادت کا آخرت میں جو صلہ ہے وہ تو ہے ہی لیکن آخرت سے پہلے دنیا میں بھی اس کا صلہ عزت اور فائز المرامی کی صورت میں ملتا ہے۔

سالہا سال گذر گئے، میں آج بھی اپنے اس ساتھی کو جانتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زمین میں مقبولیت رکھدی ہے، آج وہ اسلام کا بہت بڑا داعی ہے، لوگ اس کے ہاتھوں راہِ راست پر آ رہے ہیں، وہ بازار یا مسجد جاتا ہے تو چھوٹے بچے بھاگ کر اس سے ہاتھ ملاتے ہیں بڑے اس سے محبت کرتے ہیں، کتنے ہی تاجروں، امراء ورؤسا اور شہرت یافتہ افراد کی خواہش ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی بھی ایسی ہی محبت ہو جیسی اس نوجوان کی ہے، لیکن شاید ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکے۔

کسی عقلمند نے اپنے حریف سے کہا تھا:

''میں رات جاگ کر گزاروں اور تم سو کر گزارو، پھر تمہیں خواہش ہوتی ہے کہ میرا مقام و مرتبہ حاصل کرو؟ تعجب انگیز بات ہے! ''

قرآن کریم میں ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا''(بلاشبہ جولوگ ایمان لائے اوراعمال صالحہ کئے جلد ہی رحمٰن ان کیلئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت ڈال دے گا۔)(سورۂ مریم:۹۶)

سچ ہے کہ اللہ جس سے محبت کرے، اس کے لئے زمین میں مقبولیت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو آواز دیتا ہے:

''میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو'

جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل اہل آسمان میں اعلان کرتا ہے:

''اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو' اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس آدمی کے لئے اہل ارض کے درمیان محبت نازل ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری: ۶۰۴۰)

اللہ تعالیٰ کی اس بات کا یہی مطلب ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا''(بلاشبہ جولوگ ایمان لائے اوراعمال صالحہ کئے جلد ہی رحمٰن ان کیلئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت ڈال دے گا۔)(سورۂ مریم:۹۶)

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبرئیل کو آواز دیتا ہے:

''میں فلاں سے نفرت کرتا ہوں تم بھی اس سے نفرت کرو' جبرئیل اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

پھر جبرئیل آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں:

''اللہ فلاں آدمی سے نفرت کرتا ہے تم بھی اس سے نفرت کرو'

آسمان والے بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں، پھر اس آدمی کے لئے زمین میں نفرت اترتی

ہے۔

سبحان اللہ! وہ کیا سماں ہوگا جب اللہ زمین پر چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، رہتے سہتے بندے کا نام لے کر آسمان پر اعلان کرتا ہوگا:

''میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔''

جلیل القدر صحابی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''تم میں سے جو شخص ایسا کر سکے کہ اس کا کوئی صالح عمل پوشیدہ رہے تو وہ ضرور ایسا کرے''

مثلاً رات کو پابندی سے نماز پڑھنا، چاہے وہ وتر کی نماز ہی کیوں نہ ہو جسے آدمی نماز عشاء کے متصل بعد یا سونے سے قبل یا تہجد کی نماز سے پہلے ادا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**ان اللّٰہ وتر یحب الوتر، فأوتروا یا اھل القرآن**''(اللہ تعالیٰ وتر ہے(کوئی جوڑا نہیں، یکتا ہے)اور وتر کو پسند کرتا ہے، اس لئے اے اہل قرآن (حاملین قرآن)وتر پڑھا کرو۔)(ابوداؤد:۱۴۱۶)

بعض مخفی اور پوشیدہ عبادات

آپس میں صلح کرانا

لوگوں کی آپس میں صلح کرانے کا عمل بھی عبادتِ مخفی کی ایک قسم ہے، روٹھے ہوئے ساتھیوں کو منانا، پڑوسیوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا اور ناراض میاں بیوی کی باہمی تلخیاں دور کرنا نیکی کے بڑے عمل ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''کیا میں تم لوگوں کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو نماز، روزے اور صدقے سے افضل ہے؟

صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آپس میں صلح کرانا''

مزید فرمایا:

آپس میں فساد ڈالنا دین کو مونڈ کر صاف کر دینے والا کام ہے‘‘ (ابوداؤد: ۴۹۱۹)

اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا

اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا بھی ایک بڑی اور مخفی عبادت ہے، فطری طور جو آدمی کسی سے محبت کرتا ہو اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔

حدیث ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’کیا میں تم کو بہترین عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو تمہارے رب کے نزدیک بہت پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بہت بلند کرنے والا ہے۔ یہ عمل تمہارے لئے سونے اور چاندی کا عطیہ کرنے سے بہتر ہے اور اس امر سے بھی بہتر ہے کہ دشمن سے تمہارا آمنا سامنا ہو، تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟

صحابہ کرام نے پر شوق انداز میں جواب دیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! ہمیں ضرور بتائیں کہ وہ کون سا عمل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ عزوجل کا ذکر‘‘ (ترمذی: ۳۳۷۷)

چھپا کر صدقہ کرنا

مخفی عبادت کا ایک بڑا عمل ہے: ’’چھپا کر صدقہ کرنا‘‘۔

’’چھپا کر صدقہ کرنا‘‘ رب کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ فجر کی نماز کے بعد صحرا کی طرف نکل جاتے۔ وہاں چند ساعتیں گذارتے اور مدینہ واپس آجاتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا تعجب ہوا کہ حضرت ابوبکر صبح ہی صبح صحرا میں کیا لینے جاتے ہیں، ایک دن فجر کی نماز کے بعد انھوں نے چھپ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعاقب کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ معمول کے مطابق مدینہ سے نکلے اور صحرا میں ایک پرانے خیمے کے اندر گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک چٹان کی اوٹ میں چپکے سے انہیں دیکھنے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر بعد خیمے سے باہر آئے اور مدینہ روانہ ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ چٹان کی اوٹ سے نکلے اور خیمے میں داخل ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نابینا کمزور عورت اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے ہیں۔ آپ نے اس عورت سے دریافت کیا:

''یہ کون ہے جو تمہارے پاس آتا ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''میں اسے نہیں جانتی، کوئی مسلمان ہے، ایک عرصے سے ہر صبح ہمارے پاس آتا ہے۔''

پوچھا: ''تمہارے پاس آکر کیا کرتا ہے؟''

وہ بولی: ''گھر میں جھاڑو دیتا ہے، آٹا گوندھتا ہے، ہماری بکری کا دودھ دوہتا ہے اور چلا جاتا ہے''۔

اس کی بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے خیمے سے باہر آ گئے: ''ابوبکر، آپ نے اپنے بعد کے خلفاء کو بڑی مشقت میں ڈال دیا ہے، آپ نے اپنے بعد کے خلفاء کو بڑی مشقت میں ڈال دیا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی عبادت اور اخلاص کے معاملے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیچھے نہیں رہے۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کی تاریکی میں اپنے گھر سے نکل کر ایک گھر میں داخل ہوتے اور پھر وہاں سے نکل کر دوسرے گھر میں جاتے دیکھا، وہ حیران ہوئے کہ امیر المومنین ان گھروں میں کیا کرتے ہیں؟ صبح ہوتے ہی طلحہ اس بات کا سراغ لگانے پہلے گھر گئے، ان کی ملاقات چارپائی پر پڑی ایک نابینا بڑھیا سے ہوئی، ان سے دریافت کیا:

''یہ آدمی آپ کے پاس کیوں آتے ہیں؟

بڑھیا بولی: یہ آدمی ایک مدت سے میرا خیال رکھتا ہے، گھر کی صفائی کرتا ہے، تازہ پانی بھرتا ہے، میرا بول براز صاف کرتا ہے۔''

اس پر طلحہ یہ کہتے ہوئے بڑھیا کے گھر سے باہر آ گئے: ''طلحہ، تمہاری ماں کی بربادی! کیا عمر کی

غلطیاں تلاش کرتے ہو؟''

ایک رات امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ کے نواح میں نکلے، وہاں ان کی ملاقات ایک مسافر سے ہوئی جو راستے میں پھٹا پرانا خیمہ نصب کئے ہوئے پریشان حال بیٹھا ہوا تھا۔

امیر المومنین نے پوچھا: کون ہو بھائی، کہاں سے آئے ہو؟

وہ بولا: ''بادیہ سے آیا ہوں، امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہو کر ان سے کچھ امداد حاصل کرنے کا ارادہ ہے''۔

آپ کو خیمے کے اندر سے کسی عورت کی آہ و بکا سنائی دی، پوچھا کیا ماجرا ہے؟ وہ آدمی کہنے لگا: ''اللہ تم پر رحم کرے، جاؤ اپنا کام کرو''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یہ میرا کام ہے''۔

اس پر وہ بولا: ''میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے، میرے پاس نہ پیسے ہیں نہ کھانا اور نہ کوئی مدد کرنے کو ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے گھر واپس آئے، اپنی بیوی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اللہ نے ایک بھلائی تمہارے مقدر میں کی ہے''۔

بیوی نے پوچھا: ''وہ کیا؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ساری بات بتائی، ام کلثوم نے کچھ ضروری سامان اپنے ساتھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بورے میں کچھ غلہ، ایک ہانڈی اور چند لکڑیاں ڈالیں اور دونوں میاں بیوی مسافر کے خیمے کی طرف چل پڑے۔

ام کلثوم رضی اللہ عنہا خیمے کے اندر اس عورت کے پاس گئیں اور عمر رضی اللہ عنہ باہر آدمی کے قریب بیٹھے۔

انھوں نے آگ جلائی اور لکڑیوں میں پھونک پھونک کر اسے بھڑکانے لگے، آگ جلی تو انھوں نے ہنڈیا چڑھا دی، دھواں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے درمیان سے گذر گذر کر اڑ رہا تھا، آدمی بیٹھا انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا، اسی دوران اندر سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی آواز آئی: ''امیر

المومنین! اپنے ساتھی کو بیٹے کی خوشخبری سنایئے''

آدمی نے ''امیر المومنین'' کا لفظ سنا تو چونک اٹھا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا: ''آپ خلیفہ عمر بن الخطاب ہیں؟''

''ہاں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا۔

وہ آدمی پریشان اور مرعوب ہو کر ذرا پرے ہٹنے لگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اپنی جگہ بیٹھے رہو''۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگ پر سے ہنڈیا اٹھائی، اسے خیمے کے قریب لائے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آواز دی: ''بہن کو کھلا دو''

زچہ نے تھوڑا بہت کھانا کھایا، باقی کھانا واپس باہر بھیج دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے، کھانا لیا اور اس آدمی کے آگے رکھ کر کہا:

''کھاؤ، تم بہت دیر سے جاگ رہے ہو''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو آواز دی، وہ باہر آگئیں۔

جاتے جاتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی سے کہا: ''صبح ہمارے پاس آنا، ہم تمہارے کھانے پینے اور رہائش وغیرہ کا بندوبست کریں گے''۔

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا چھپ کر رات میں صدقہ کرنا

حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ رات کو روٹیوں کا بورا کمر پر لادے گھر سے نکلتے اور روٹیوں کا صدقہ کرتے، کہا کرتے:

''چھپا کر صدقہ کرنا رب کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے''۔

انھوں نے وفات پائی تو غسل دیتے ہوئے لوگوں کو ان کی کمر پر سیاہ نشان نظر آئے۔

لوگوں نے کہا: ''یہ مزدور کی کمر ہے، مگر ہم نہیں جانتے کہ انھوں نے کبھی مزدوری کی ہے''

ان کی وفات پر مدینہ کی بیواؤں اور یتیموں کے سو گھروں میں کھانا پہنچنا بند ہو گیا۔ حضرت علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ روز رات کو ان گھروں میں کھانا تقسیم کیا کرتے تھے، گھر والے نہیں جانتے تھے کہ

کھانا کون لاتا ہے، ان کی وفات پر سب کو معلوم ہوا کہ وہی ان سب گھروں میں کھانا دے کر آیا کرتے تھے۔

ایک بزرگ کا مخفی روزہ

ایک بزرگ نے بیس سال اس طرح روزے رکھے کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے ،لیکن آخر تک گھر والوں کو ان کے روزے کا علم نہ ہوا۔ان بزرگ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ صبح سویرے سورج طلوع ہونے پر ناشتہ اور دوپہر کا کھانا ساتھ لے کر اپنی دکان پر چلے جاتے ،جس دن روزہ رکھتے کھانا صدقہ کر دیتے اور جس دن روزہ نہ رکھتے کھانا کھا لیتے ۔شام کے بعد گھر لوٹتے اور رات کا کھانا گھر والوں کے ساتھ کھاتے ۔

دراصل یہ لوگ زندگی کے تمام حالات میں اللہ کی عبادت کا شعور بیدار رکھتے تھے، یہی لوگ حقیقی معنوں میں متقی تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

’’اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازاً، حَدَائِقَ وَ اَعْنَاباً، وَ كَوَاعِبَ اَتْرَاباً، وَ كَأْساً دِهَاقاً، لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْواً وَّلَا كِذَّاباً، جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَاباً‘‘ (سورۃ النبأ:۳۱۔۳۶)

بلاشبہ متقین کے لئے بڑی کامیابی ہے، باغات اور انگور، اور نوجوان ہم عمر عورتیں، اور چھلکتے جام، وہ ان (باغات) میں کوئی لغو اور کذب بیانی نہ سنیں گے، تیرے رب کی جزاء کافی عطا ہے۔

اس لئے آپ خالق کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کریں، مخلوق کے دلوں میں آپ کی محبت کا بیج وہ خود بو دے گا۔ ❁

تنظیم اللآلی لشرح عقیدۃ الطحاوی

معروف بہ

اسلامی عقائد

مصنفہ: **مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد غیاث الدین صاحب مظاہری دامت برکاتہم**

مکتبہ الاشرف میں رعایتی قیمت میں دستیاب ہے

مجاہدہ کی حقیقت

مجلس شیخ المشائخ امام السلوک مسیح الامت
حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب شروانی نوراللہ مرقدہ

(۱)

ارشاد فرمایا کہ جلوت کے احساسات کچھ اور ہوتے ہیں اور خلوت کے احساسات کچھ اور ہوتے ہیں۔ اگر یہ بشر، بشر ہوکر توفیق الٰہی سے بے شر ہو گیا تو اس کے احساسات اور ہوتے ہیں، اور اگر یہ بشر، باشر ہے تو اس کے احساسات کچھ اور ہوتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:

''اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُم یُوحیٰ اِلَیَّ'' (میں تمہیں جیسا بشر ہوں، میرے پاس یہ وحی آتی ہے) (سورہ کہف: ۱۱۰)

بشر ہوکر بے شر ہو، یہ کمال ہے

ملائکہ کا بے شر ہونا کوئی ایسی کمال کی بات نہیں ہے، کمال کی بات بشر ہوکر بے شر ہونا ہے کہ وہ شر اس بشر کے اندر وجود حیوانی کے ساتھ باامتیاز عقل مستقیم وفہم سلیم رکھا ہے۔

انسان اور جانور احساسات حیوانی میں شریک ہیں

ورنہ پھر اس بشر حیوانی میں اور غیر بشر حیوانی میں جس کو جانور کہتے ہیں کیا فرق ہے؟ کہ جو احساسات حیوان مطلق (جانور) میں رکھے ہوئے ہیں اس حیوان بشر کے اندر بھی رکھے ہوئے ہیں۔ کھانے کا احساس، پینے کا احساس، خوشی کا احساس، صحت کا احساس، مرض کا احساس، مختلف چیزوں کی طرف مختلف میلان کا احساس، قوت شہوانیہ کا احساس، نر و مادہ ہونے کا احساس، فطرۃً میلان نر و مادہ کے احساس کے ساتھ اولادیت کا احساس، پھر اولادیت کے ساتھ طبعی حیوانی احساسات، محبت کا احساس، جدائی کا احساس، پرورش کا احساس، دکھن کا احساس، سکون کا احساس اسی طرح سوچتے چلے

جاؤ۔

جیسے حیوان مطلق میں یہ احساسات ہیں کیا اس حیوان ناطق میں نہیں ہیں؟ وہ حیوان مطلق ہے اور یہ حیوان ناطق ہے۔

انسان اور حیوان میں وجہ امتیاز عقل مستقیم ہے

آپ نے پڑھا ہوگا کہ کوئی شخص پوچھے:

''ماالانسان؟'' (انسان کی حقیقت کیا ہے؟) تو اس سوال کا جواب جو حقیقت و ماہیت کاملہ ہے اسی کے ساتھ تو دیا جائے گا؟ کیا یہ یوں کہا جائے گا: ''حیوان''۔

یا یہ یوں کہا جائے گا: ''حیوان ناطق''؟

ظاہر ہے ''حیوان ناطق'' کہا جائے گا۔اب اس میں حیوان مطلق کے مقابلہ میں امتیاز آ گیا کہ جو احساسات حیوان مطلق کے تھے وہ اس میں ہیں، مگر زیادت الفاظ دلالت کرتے ہیں زیادت معانی پر وہاں حیوان مطلقاً ہے اور یہ حیوان مقید بقید ناطق ہے۔

لہٰذا احساسات بھی مقید بقید امتیاز ہوں گے کہ جو احساسات اس حیوان مطلق کے اندر ہیں وہ سارے احساسات اس حیوان ناطق بمعنی بشر میں بھی ہیں لیکن اُن احساسات اور اِن احساسات میں امتیاز لازمی ہے۔

وساوس سے پریشان ہونا حیوانیت کا اثر ہے

تجربہ کاروں سے سنا ہے کہ گھوڑا اپنے سایہ سے بھی بدکتا ہے۔تو اگر ایسے ہی انسان بھی اپنے متخیلاتِ غیر اختیاریہ، اوہام غیر اختیاریہ اور وساوس غیر اختیاریہ سے بدکنے لگے تو حیوان ہے۔

جو چیزیں اپنے اختیار سے بالکل باہر ہیں ان باہر کی چیزوں سے جن کا نام وساوس ہے جن کا نام اوہام ہے جن کا نام تخیلات ہے جن کا نام خیالات ہے انسان بھی بدکنے لگے، پریشان ہونے لگے، گھبرانے لگے، بےچین ہونے لگے تو آپ بتایئے اس بشر حیوان ناطق میں اور حیوان مطلق میں کیا فرق ہے؟ سننے اور سمجھنے کے بعد پھر بھی وساوس، خیالات، اوہام و خطرات کا ابتلاء۔تو اس حیوان ناطق نے کیا سنا اور کیا سمجھا؟ جب وہیں کا وہی رہا۔

مثلاً بھینس کے بچہ کو جو ماں کے پاس بندھا ہوا تھا جس نے پال رکھا ہے وہ اس کو وہ وہاں سے کھول کر پانی پلانے کے لئے نل کے پاس لایا، ماں سے وہ جدا ہو گیا، اب بھینس چیخ رہی ہے، اس کو جدائی کا احساس ہوا۔ اسی طرح یہ آدمی بھی ایسی جدائی پر چیخنے لگے تو پھر اس بھینس اور انسان میں کیا امتیاز ہوا؟ یہ ناطقیت سے تفریط نہیں پھر کیا ہے؟ اس حیوان ناطق کے کچھ حدود ہیں اور حیوان مطلق کے احساسات حدود سے باہر ہیں، حدود سے خارج ہیں۔ دیکھا فرق!

ایہا السالکون،

یہ علم امتیازی ساری عمر کا علاج ہے۔ جو وساوس دوڑتے رہتے ہیں، اوہام چلتے رہتے ہیں، خیالات ابلتے رہتے ہیں، خطرات آتے جاتے ہیں، یہ ان کا ساری عمر کا علاج ہے۔ تو کیا اب بھی اوہام، خیالات و وساوس اور خطرات میں مبتلا ہو کر خلط ہونا چاہئے؟

اور کیا عرض کروں، یہ بات بتوفیق الٰہی متعدد بار عرض کی جا چکی ہے اور جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ یہ چیزیں بھی جو امور غیر اختیاریہ سے متعلق ہیں ایک مخلوق ہیں تو اس بشر مخلوق کو جو حیوان ناطق ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''الست بربکم، قالوابلیٰ'' کے اندر ہوا ہے تو پھر اس کو تعلق مع الخالق ہونا چاہئے یا تعلق مع المخلوق؟ معلوم ہوا کہ بالخصوص ایسی مخلوق جو اپنے اختیار سے باہر ہے اس سے انقطاع اور اس خالق کے ساتھ تعلق قطعیت کے ساتھ ضروری ہے۔ وہاں انقطاع ہے اور یہاں تعلق قطعیت کے ساتھ ہے۔

وساوس کا علاج کلیۃً بے التفاتی ہے

ایہا السالکون والذاکرون،

کیا پھر بھی وساوس و خیالات اور خطرات کی طرف جو سلوک کے لئے خطرہ ہے التفات ہونا چاہئے؟ ہرگز نہیں، بس علاج ہو گیا۔ جب ہو گیا تو یکسوئی آ گئی، اور اگر نہیں ہوا تو جیسے پہلے ان اوہام میں سوئیاں چبھتی رہی تھیں اب بھی چبھتی رہیں گی، تو یکسوئی کہاں ہے کیونکہ وہ تو سوئی چبھ رہی ہے۔ پھر ایک تو سوئی کا چبھونا کسی دوسری کی طرف سے ہو اور ایک خود اپنے اندر سوئی چبھونا کہ ان وساوس کی سوئیوں کو التفات کر کے خود اپنے اندر چبھا رہا ہے۔ تو ایسا کرنے والا حیوان ناطق ہوا کہ حیوان مطلق؟

کہ خودسوئی چبھا رہا ہے۔

پریشانی کا سبب خودرائی ہے

اے سالک ،تو خودسوئی کیوں چبھو رہا ہے؟ اس لئے کہ اس کے اندر ابھی خود رائی ہے۔ ’’سالک اور خودرائی‘‘؟ تو تیرا ’’اعتقاد‘‘ کس پر ہوا؟ اپنے پر ہوا نہ کہ مصلح پر۔

خودرائی شرک فی الطریقت ہے

اور یہ خودرائی خودی ہے، بلکہ ایسی خودرائی گویا خدائی ہے اور خدائی شرک ہے، لہٰذا ’’خودرائی اور خودی‘‘ میں مبتلا ہونا کیا ہے؟ شرک ہے۔ترتیب مقدمات سے نتیجہ نکال لیجئے۔تو یہ ایسی چیزیں جو متعلق بامور غیر اختیار یہ ہیں ان سب سے یکسو ہو جاؤ، جس کو انقطاع اور جمعیت خاطر کہتے ہیں۔تو تمام خطرات سے خاطر خالی ہو کر رہے۔’’خاطر‘‘ جس کے معنی ہیں ’’دل‘‘ اس دل کی جمعیت ذات خالق کے ساتھ رہے، جب اس نے امور غیر اختیار یہ کی طرف سے انقطاع اختیار کر لیا تو آدھا تو سلوک طے ہو گیا، اب آدھا سلوک باقی رہ گیا کہ جن تھوڑے سے امور اختیار یہ کا مکلّف تھا وہ رہ گئے، وہ احساسات جو حیوانی قسم کے تھے سب ختم ہو گئے، خطرات سے نکل گیا۔اور جو امور اختیار یہ ہیں وہ خطرہ سے صاف ہیں، ان میں جو مامور بہا ہیں ان کو بجالائے اور جو منہی عنہا ہیں ان سے اجتناب کرے تو یہ بشر باشر ہو کر بے شر ہو گیا۔

یہ ہے امتیاز بشر اور ملائکہ کے درمیان کہ باشر ہو کر بشر بے شر ہو گیا، اور یہی ہے اس بشر کا کمال۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو یہی کہا: ’’انما انا بشر مثلکم‘‘ لیکن اس کے ساتھ قید لگا دی ’’یوحیٰ الیَّ‘‘ کہ ہاں میرا ایک امتیاز ہے، اور وہ یہ ہے کہ مجھ پر ’’وحی‘‘ بھیجی جاتی ہے جو کہ علم حقیقی ہے۔بشر ہونے کی حیثیت سے تو جیسے آپ لوگ بشر ہیں میں بھی ایک بشر ہوں ’’انما انا بشر‘‘ ’’انما‘‘ حصر کے لئے آتا ہے، میں بشر ہی تو ہوں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ میں بشر ہی تو ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بشر کی نفی کرے تو قطعیت کا انکار ہو گیا اور قطعیت کا انکار کیا ہے؟ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجسام میں بشر اور ابتداء خلق میں نور ہیں

یہ الگ بات ہے کہ اس عالم اجسام میں جس کو دنیا کہتے ہیں آپ اپنے کو بایں جسم بشر فرما رہے

ہیں لیکن ابتداء خلق میں آپ کیا تھے اس کو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ اول خلق میں اس خلق کی طرف سے میں ''نور'' تھا، سیَر کی روایت بالمعنی ہے۔

''اول ماخلق اللہ نوری'' (اللہ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی میرا نور ہے) پھر وہ نور تقسیم ہوا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''نشر الطیب'' کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا لکھا ہے؟ ''نور''۔ تو کیا ہماری طرف سے انکار نور ہوا؟ نہیں۔ بلکہ اقرار نور ہوا با عتقاد صحیح، پھر وہ ذات باری تعالیٰ اس عالم کے اندر ''بِلِباس جسم'' بھیجا اور اس لباس جسم کا نام کیا رکھا؟ بشر۔

آپ کے بشر ہونے کی نقلی و عقلی دلیل

وہ جو اول خلق میں نور تھا جب اس عالم میں بجسم بشر ظاہر ہوا تو انھوں نے خود فرمادیا ''انما انا بشر'' میں تو بشر ہی ہوں۔ ہم آپ ہی کے فرمانے پر آپ کو بشر کہہ رہے ہیں۔ کیا اس سے نور کا انکار ہوا؟ ہرگز نہیں۔ یہ ہے حقیقی ایمان کہ آپ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ کیونکہ بشر کے اندر جو احساسات ہوتے ہیں، حیوانی اطلاق سے الگ ہو کر کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر وہ احساسات نہیں تھے؟ بھوک کا احساس نہیں تھا؟ میلانی احساس نہیں تھا؟ کیا اولاد نہیں تھی؟

یہ تمام احساسات تھے، تو یہ احساسات جسم کے ساتھ ہیں یا نور کے ساتھ ہیں؟ کیا ملائکہ کے اندر یہ احساسات ہیں؟ نہیں، اسی لئے تو ملائکہ کے لئے ایسا جسم نہیں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم دیا گیا تو یہ احساسات بھی دئے گئے جو خاصۂ بشر ہیں۔ تو بشر کے اندر احساسات ہیں مگر احساسات امتیازی، نہ کہ احساسات اوہامی، نہ کہ احساسات وسواس، نہ کہ احساس خیالی۔ کیا آپ کو کسی کی طرف سے خلاف طبع باتیں پیش نہیں آئیں اور کیا ان کا آپ پر احساس نہیں ہوا؟ تو مومن کو بالخصوص سالک کو خلاف طبع بات پیش آنے پر احساس ہونا خلاف سلوک یا خلاف ایمان نہیں ہے۔

رنج و تکلیف کا احساس بھی بحدّ شرح سنت ہے

ذرا طبیعت شرماتی تو ہے کہتے ہوئے اسمعوا وانظروا فتفکروا و تدبروا ایھا السالکون، یہ احساسات بھی مشابہ احساسات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ احساسات بھی مشابہ ''یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ'' (کفار کی طرف سے خلاف طبع پیش آنے

پر رنجیدگی کی وجہ سے آپ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے تھے،اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ اے چادر اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھو) کے ہیں۔

تو سالک کو یہ احساسات بھی باسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جب کوئی کام باسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو عبادت ہوگا تو یہ احساسات بھی عبادت ہو گئے،اور ہر عبادت پر ذات باری تعالیٰ کی رضاء ہوتی ہے تو ایسے احساسات پر بھی ذات باری تعالیٰ کی رضاء ہے۔اور اس لئے بھی کہ یہ احساسات خلاف طبع بمشابۂ اسوۂ حسنہ متعلق بالصبر ہیں،اور جو متعلق بالصبر ہیں اس کے موصوف کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معیت حاصل ہے۔ذات باری تعالیٰ اس صابر سے خوش ہیں، یہ راضیہ بھی مرضیہ بھی ہے۔دیکھا احساسات کا فرق،ایک احساسات حیوانی ہیں اور ایک احساسات بشری ہیں کہ باشر ہو کر بلاشر ہو گیا۔تو ایسے شخص سے پھر شر ہوگا؟ تو کیا وہ جس شخص کی طرف سے کوئی بات خلاف طبع پیش آئی ہے اس پر لپکے گا؟ آنکھیں دکھانے کے لئے،زبان چلانے کے لئے،ہاتھ اٹھانے کے لئے، لاٹھی چلانے کے لئے،تلوار چلانے کے لئے بندوق چلانے کے لئے،توپ چلانے کے لئے،گولے برسانے کے لئے؟ ہرگز نہیں۔اگر ایسا کرے گا تو اب بشر ہوگا بحیوان مطلق یا بحیوان ناطق؟ یہ بے شر کہاں ہوا؟ بے شر تو وہ ہے جو اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باسوۂ ذات باری تعالیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی صبور ہے،صبر وضبط سے کام لے،ایسا بشر ایہا السالکون،حیوانیت سے بہ تعبیر دیگر نفسانیت سے نکل گیا،اس میں روحانیت آگئی،صبور بن گیا،"تخلقوا باخلاق اللہ" کے ساتھ تشبہ ہو گیا۔کسی کی طرف سے خلاف طبع پیش آجانے پر کیا قدم بڑھا جائے گا؟ کیا اچھلے کودے گا؟ کیا بھڑکے گا؟ زبان درازی، دست درازی کرے گا؟ ہرگز نہیں،یہ ہے بشر صحیح معنیٰ میں۔بشر اور اس سے شر ہوتا رہے؟ نہیں نہیں۔ (جاری)

فقہی مسائل

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے

مسئلہ: نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔

مسئلہ: سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈور سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: نماز میں کسی نے جوتا اٹھالیا اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو لے کر کوئی بھاگ جائے گا تو اس کے لئے نیت توڑنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔

مسئلہ: کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہو اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لئے نماز کا توڑ دینا فرض ہے اگر نماز نہیں توڑی اور گر کر مر گیا تو گنا ہگار ہو گا۔

مسئلہ: کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ: ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے، جیسے کسی کا ماں باپ وغیرہ بیمار ہیں اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کر اسے اٹھالے، لیکن اگر کوئی اور اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ: اگر نفل یا سنت پڑھتے وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی پکارے لیکن ان کو یہ معلوم نہ ہو کہ فلاں نماز پڑھ رہا ہے تو ایسے وقت بھی نماز توڑ کر ان کی بات کی جواب دینا واجب ہے چاہے مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے۔ (بہشتی زیور بتغییر یسیر)

RNI TITLE CODE : UPBIL04930

Quarterly

AL KASH SHAAF

Research Journal *Allahabad*

Voulume : 8 *Issue No. : 2*

April to June 2024

حفاظت کا خاص عمل

نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد ان سب سورتوں، آیتوں اور دعاؤں کو تین مرتبہ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر اپنے تمام جسم پر ہاتھ پھیر لیا کریں۔ بچوں کی حفاظت کے لئے دم کرنے اور بیماریوں پر پھونک ڈالنے کے واسطے بھی کارآمد اور مفید ہے۔

اَعُوذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْ لَدْ○ وَ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ○ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ○ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○

قُلْ اَعُوْ ذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِکِ النَّاسِ ○ اِلٰہِ النَّاسِ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِی صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن

اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْئٍ عِلْمًا

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھْلُہ

Editor: Dr. Mohammad Ziauddin

FLAHUL IBAAD TRUST

Printed & Published by Dr. Mohammad Ziauddin on behalf of Flahul Ibaad Trust Allahabad 211016 through Jai Printers Allahabad.